سوانح

جناب زعفر جن رحمۃ اللہ علیہ

مصنف:

زبدۃ العلما سید آغا مہدی لکھنوی مرحوم

40

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

*

جمعیتِ خدامِ عزاء کا ۳۷ واں شمارہ

●

روزِ عاشور شرفِ شہادت سے محروم رہ جانیوالا فرماں بردار

زعفرِ جن

*

زبدۃ العلماء مولانا سید آغا مہدی لکھنوی نے
بسترِ مرض پر بعمر ۸۳ سال ترتیب دلوائی

رحمت اللہ بک ایجنسی
کاغذی بازار میٹھادر
کراچی ۷۴۰۰۰
فون: 2431577 - 2440803

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	عرضِ ناشر	۴
۲	قوم جن ملائکہ اور ارواحِ انبیاء کا روزِ عاشورا و نصرتِ امام حسین کے لیے آنا	۷
۳	روزِ عاشورہ زعفر جن کا نصرتِ امام حسینؑ کے لیے کربلا پہنچنا	۱۱
۴	مظلومِ کربلا کی فوج	۱۴
۵	پہلی فوج	۱۷
۶	دوسری فوج	۲۰
۷	تیسری فوج	۲۱
۸	امام باڑہ نواب آصف الدولہ مرحوم لکھنؤ میں جنات کا ماتم	۲۲
۹	زعفر جن سلطانِ کربلا کی بارگاہ میں نبی جان کا ولولۂ نصرت	۲۷
۱۰	سنی مورخ کا قول	۳۰
۱۱	سنی مفسر کی رائے	۳۰
۱۲	دوسرا بیان	۴۰
۱۳	مذنیب	۴۲
۱۴	تیسرا بیان	۴۳
۱۵	چوتھا بیان اور طالب علم کی ترجمانی	۴۴
۱۶	پانچواں بیان کتب خانہ مشہد رضوی کی تحریر	۴۵
۱۷	نیاز فتحپوری کی تائید	۴۸
۱۸	مخالفین گریہ سے خطاب	۴۸
۱۹	اظہارِ حقیقت	۵۰
۲۰	ادبیات	۵۲
۲۱	اطلاع جدیدہ	۵۲
۲۲	وجودِ جن پر ایک گرامی نامہ کا جواب	۵۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۳	جواب الجواب پر نقد و نظر	۶۳
۲۴	مرقوم بالا آیت پر ترجمین فریقین کے نوٹ	۶۸
۲۵	افہام و تفہیم کا ایک اور طریقہ	۷۰
۲۶	ایک انگریز ڈاکٹر کی مہر تصدیق اور بو علی سینا کا قول	۷۰
۲۷	تین علماء اہلِ سنت کا مصدقہ قول	۷۰
۲۸	اقرار و انکار	۷۲
۲۹	دو عبرتناک اقدام	۷۴
۳۰	فرزند رسول الثقلین کا جن و انس میں ماتم	۷۵
۳۱	قاضی بدرالدین شبلی حنفی کا بیان	۸۰
۳۲	ابن اثیر جزری کا بیان	۸۱
۳۳	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا بیان	۸۱
۳۴	روایت زعفر جن لکھنے والے مؤلفین کے اسماء	۸۲
۳۵	ساتواں بیان	۸۴
۳۶	اس روایت کا ایک شاہد	۸۵
۳۷	زیر بحث روایت پر علامہ کنتوری کی محققانہ رائے	۸۸

عرضِ ناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سبحان اللہ خالق ما یریٰ وما لا یریٰ (دُعا)

قدرت نے ہر مکلف کے لئے ایک راہنما کی ضرورت کو اپنا پہلا فرض قرار دیا۔ اس سلسلہ میں یہ اشارہ بھی ہے۔ "اے گروہ جن تم کو انسانوں سے اکثریت میں ہو" یہ قرآنی آواز ہے اور خالق کی طرف سے مردم شماری کا وہ اعلان ہے جس کے خلاف کوئی تحقیق کامیاب نہیں۔ اس نظریہ کو دیکھنے کے بعد یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ہم دنیا کے ثمرات کا حساب نہ کرسکے تو جو اکثریت اولاد آدم کو اقلیت قرار دیتی ہے اس کا شمار اور تشکیل بشری طاقت سے باہر ہے مگر یہ اقتدار ہے خلاق عالم کے مقرر کئے ہیں پیشوا کا جس نے جن و انس دونوں سے اپنی روحانی طاقت منوائی اور ایک کمزور مخلوق ہوتے ہوئے دُنیا کی پوری آبادی جن و انس سے اپنا کلمہ پڑھوایا۔ جو کتاب آپ کے سامنے پیش ہونے والی ہے وہ مصنف مدظلہ کی انوکھی شاہکار نہیں بلکہ اس پر وہ اپنے شباب سے قلم اٹھا رہے ہیں۔

ہندوستان کے پھلوں میں آم۔ عربستان کا رطب (کھجور) کی جتنی قسمیں ہیں اس کا اندازہ اُسی شخص کو ہوسکتا ہے جو نباتات

سے بھرپور تجربہ رکھتا ہو اسی طرح جانوروں میں جس کو ہم سب سے پست مخلوق چیونٹی کہتے ہیں۔ اس کی جتنی قسمیں ہیں اس کو حیوانات کا ماہر سمجھتا ہے اور قرآنِ حکیم میں پورا سورہ اس کے نام پس اپنی آخری کتاب میں رکھا۔ انسان اشرف المخلوق ہے اور صورت و شکل کے اعتبار سے عام بشر یکساں ہیں مگر ان کی نسلیں طبقہ زبانیں صورتیں صوبہ وار اور وطن کے اعتبار سے ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہیں کہ ان کا امتیاز ان کا وطن اور اس سرزمین کا پتہ دیتا ہے۔ جہاں کے وہ رہنے والے ہیں۔ عرب و عجم اور دُنیا کے تمام ممالک کے باشندے اپنے شکل و خصائص کے اعتبار سے پہچان لئے جاتے ہیں اور گورا اور کالا ہونا ان میں مشترک ہے انسان اشرف المخلوق ہے مگر اکثریت تک نہیں پہنچا اور قرآن حکیم نے جہاں انسان کے پیدائش سے پیری تک ہر دور پر بحث کی اور اس کی روشنی میں مصنف نے اپنی جوانی کے مقالات شیعہ لاہور کے کالموں میں قوم جن پہ نوعی اعتبار سے قلم اٹھا کر مدتوں لاہور کے موقر جریدے کے کالم سیاہ کئے اور حقیقت جن پر وہ بحث کی جو یقیناً اسلامی کتاب آکام المرجان سے زیادہ طویل ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ مولانا موصوف کے مقالات شیعہ کے صفحات میں علامہ مرزا احمد علی امرتسری مرحوم کے نوٹ کے ساتھ شائع ہوتے تھے۔

قوم کے جمود اور علوم کے ناقدردان زمانہ کے ہاتھوں یہ مقالات حدِ اتمام کو نہیں پہنچے اور آپ کا قلم حضرت امام حسینؑ تک پہنچ کر رُک دیا گیا جس کے نوٹ تصانیف کی اصل ذخیرہ میں موجود ہے۔

سوانح زعفر جن اس کا اقتباس نہیں ہے اور نہ اس وقت کے شائع شدہ مقالات کو دوبارہ زندہ کیا جانے والا ہے بلکہ حیثیت پر آپ کے مضامین کا مجموعہ ہے جو واقعۂ کربلا پر مضبوط کڑی ہے اور الواعظ کے دورِ آخر کے پاکستان پہنچنے کے چند مقالے ہیں جن کو یکجا کر کے اس عظیم ناشر دین کا جذبہ حاضر ہے اور تشخصی حالات کے تبصرہ پر جو شکوک ایک نیم ملا کو ہو سکتے تھے۔ اس کے محققانہ جوابات تاریخی مناظرادبی کارنامہ دیکھ کر امید قوی ہے کہ ۶۰۶ ادارے پر تیز روشنی پڑنے کے ساتھ اس حدیث پر ایمان لانے والوں کی تشفی ہوگی۔ مومن کی نیت اس کے عمل، کردار سے بہتر ہے۔ نصرت کی اجازت نہ پانے پر بھی ناصروں میں شمار ہو سکتے ہیں۔

ادارہ

یکم ربیع الاوّل

۱۴۰۰ھ

حیدرآباد لطیف آباد یونٹ نمبر ۸

مقدمہ

قوم جن ملائکہ اور ارواح انبیاءؑ کا روزِ عاشوراء نصرت امام حسین علیہ السلام کے لیے آنا

روزِ عاشوراء بعض واقعات ایسے رونما ہوئے ہیں کہ جن کا ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ اقتدار امام منصوص من اللہ ظاہر ہو سکے۔ انہی واقعات میں سے زعفر جن کا امام حسین علیہ السلام کی مدد کے لیے حاضر ہونا ہے اس واقعہ کو اکثر کتابوں میں تفصیلاً اور مجملاً بیان کیا گیا ہے۔ شیخ فخرالدین اپنی کتاب منتخب میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کے جملہ یاور و انصار۔ بھائی بھتیجے بھانجے سب شہید ہو گئے اور امام حسینؑ یکہ و تنہا رہ گئے۔ تو اس وقت اتت افواج من الجن الطیار ہ ۔ یعنی کہ جنوں کی فوج ہوا پر پرواز کرتی ہوئی کربلا پہنچی امام حسینؑ کی خدمت اقدس زعفر جن حاضر ہوا۔ قدمبوسی کا شرف حاصل کیا اور عرض کیا۔ یا حسین نحن انصارک فمرنا بامرک ما تشاء فلو امرتنا یقتل کل عدو لکم لفعلنا یعنی عرض کیا اے مولیٰ ہم آپ کے انصار میں مدد کرنے والے ہیں یہ وہی فوج اجنہ ہے کہ جو مکہ معظمہ سے بسمت کربلا سفر کرتے ہوئے امام حسینؑ کی نصرت کے لیے آئی تھی جس پر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اب تم چلے جاؤ روز جمعہ دہم محرم کو کربلا میں آنا چنانچہ قوم جن چلی گئی اور جیسا کہ ذکر کیا جا چکا بروز عاشورہ محرم کربلا میں وارد ہوئی مگر

امام حسین علیہ السلام نے ان کو نصرت کرنے سے روک دیا صدر عالیقدر یعنی مولف کتاب ریاض القدس نے نظم میں اس واقعہ کو پیش کیا ہے ؎

بزرگ جنیاں چوں شاہ را دید
بصد تعظیم خاک را بوسید

بخاک افگند آب از دیدگانش — چہ سبزہ بوسہ زد بر پائے سرورش
بگفتا جن وانس اندر پناہت — ستارہ خاکروب بارگاہت
زمین باد آنکہ او شاداب نخواہد — خراب آنکس کہ آبادت نخواہد
اگر اے شاہ شاہان دو عالم — شدی بیکس درین صحرا مخور غم
کہ ما یار حسینؑ بن امیریم — ہمہ در خدمت فرمان پذیریم
اگر فرمان دہد شاہ ولایت — کنند کار عدو برما حوالت

بیکدم خون این خوانخوارہ کافرا
بریزم پاک سازم این جہاں را

خلاصۂ اشعار یہ ہے کہ فوج اجنہ کے سردار نے جب شاہ مظلوم کو کربلا میں دیکھا تو بعد تعظیم وتکریم خاک قدم شاہ کو بوسہ دیا۔ آنکھوں سے آنسو بہائے۔ اور عرض کیا اے شاہ مظلوم جن وانس سب آپ کی پناہ میں ہیں آپ سب کے سلطان وشاہ ہیں اور آسمان کے ستارے آپ کی بارگاہ کے خاکروب ہیں ۔ اور اگر اے شاہ دو عالم آپ اس صحرائے کربلا میں بیکس ہیں تو اس کا غم نہ کریں اس لیے کہ ہم آپ کے جان نثار، مددگار، یاور وناصر ہیں آپ ہمارے امیر حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ جو آپ حکم دیں ہم اس پر عمل کریں گے۔ اگر آپ کا حکم ہو اور ان دشمنان دین کو ہمارے حوالہ کر دیں تو ہم ان خونخواروں

کو ابھی ابھی ختم کر دیں گے اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کو دعائے خیر دی۔ اور فرمایا۔ جزاکم اللہ خیرا انی اخالف قول جدی۔ اے گروہ جن جاننا چاہتے کہ میں اپنے جد رسولؐ خدا کے قول کی مخالفت نہیں کر سکتا شہادت مقدر ہو چکی ہے مجھ سے میرے نانا نے فرمایا ہے کہ ان اللہ شاء ان یراک مقتولا ملطخا بدمائک مخضبا شیبک بدمائک مذبوحا من قفاک۔ یعنی اے نور دیدہ حسینؑ اللہ کی مشیت یہی ہے جو کہ جاری ہو چکی ہے کہ میں اپنے خون میں غلطان ہوں خدا کی راہ میں قتل کیا جاؤں پس گردن سے میرا سر جدا کیا جائے میرے نانا نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قد شاء اللہ ان یری حرمک سبایا علی اقطاب المطیا۔ یعنی کہ خدا چاہتا ہے کہ تیرے اہل حرم اسیر ہوں۔ شتران بے کجاوہ پر سوار کیے جائیں اور شہر بشہر تشہیر کیے جائیں وانی و اللہ سا صبر اور میں صبر کرنے والا ہوں، اور میں مقتول ہونے کیلئے تیار ہوں ابھی گروہ جناں مصروف گفتگو تھا کہ آسمان کے دریچے کھل گئے۔ اور ملائکہ صف در صف نازل ہونا شروع ہوئے اور خدمت امام حسین علیہ السلام میں نصرت کے لیے حاضر ہوئے۔ ؎

پس ملائک محو بیخویش آمدند — بہر عرض حال خود پیش آمدند
کای وجودت موجد امکان ما — درگہ عزت پناہ جان ما
گرچہ از عشق تو مائی بہرہ ایم — لیک در مہرت بعالم شہرہ ایم

گشت سرخیل ملائک جبرئیل
چوں بذات بے مثالش شد قبیل

نصر منصور ملک را تو شہی ۔ زامرت ہستند تا فرماندہی
جملگی در عہد و پیمان تو ایم ۔ غرقہ دریای احسان تو ایم
یاری جدت رسولؐ تاجدار ۔ کردہ ایم ای تو مرادورا یادگار
بہر امداد تو اے جان آفرین ۔ آمدیم اینک و زگردون بر زمین
شاہ لب بکشود کائی افلاکیان ۔ ذی مجرد از مزاج خاکیان
گیرم ایں لشکر ہمہ بے جان شدند ۔ خلق عالم بندۂ فرمان شدند

زندہ خواہد گشت یا اکبرم
یا شود زندہ علیؑ اصغرم

خلاصہ ان اشعار کا یہ ہے کہ آسمان کے دریچے کھل گئے اور ملائکہ صف بستہ نصرت کے لیے آئے جبرئیل سرور ملائکہ نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے شاہ دو عالم ہمیں حکم عطا ہو تاکہ ہم آپ کے حکم پر عمل کریں۔ مقصد یہ تھا کہ ہم اگر آپ حکم دیں تو اس قوم جفار کو تباہ و برباد کر دیں۔ تمام ملائک آپ کے زیر فرمان ہیں۔ ہم آپ کے جد نامدار رسولؐ مختار کے دوست ہیں ہم تو آپ کی نصرت و مدد کے لیے آئے ہیں ورنہ کہاں آسمانی مخلوق اور کہاں زمین ہمیں حکم ہو تو اس لشکر بے دین کو ختم کر دیں۔ اس پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جبرئیل میرا علی اکبر اور علی اصغر جو شہید ہو چکے کیا زندہ ہو جائیں گے جب اکبر و اصغر ہی دنیا سے رخصت ہو گئے تو اب حسینؑ کس طرح تمہیں اذن جہاد دے بعدہٗ انبیاء و مرسلین کی ارواح مقدسہ حاضر ہوئیں۔ زمین و آسمان نے اپنی اپنی زبان میں مولائے کائنات کی خدمت میں عرض کیا کہ اے مولا ہم نصرت کے لیے حاضر ہیں۔ اگر حکم ہو تو زمین شق ہو اور لشکر عمر ابن سعد

زمین پر دھنس جائے لیکن امام حسین علیہ السلام نے نہ جنات کو اذن جہاد دیا نہ ملائکہ کی نصرت قبول کی اور نہ ارواح انبیاء کی نصرت قبول کی اور نہ زمین و آسمان کی نصرت قبول کی کیونکہ امام حسینؑ علیہ السلام کا استغاثہ برائے اتمام حجت تھا۔

روز عاشورا زعفر جنؑ کا نصرت امام حسین علیہ السلام کے لیے کربلا پہنچنا

بیر العلم فتح ہونے کے بعد حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جنوں کے بادشاہ کے قتل ہو جانے کے بعد زعفر جن کو جو مشرف باسلام ہو چکا تھا۔ اس کی جگہ بادشاہ اجنہ مقرر فرمایا اور اس کی رسم تاجپوشی عمل میں آئی۔ اور اس کی تاجپوشی کے تیس۳۰ سال بعد جب کہ زعفر اپنی رسم تاجپوشی منا رہا تھا جشن آراستہ تھا کہ دو جن روتے ہوئے زعفر کے پاس آئے زعفر نے رونے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا گزر زمین کربلا پر ہوا۔ ہم نے دیکھا کہ حسین ابن علیؑ یکہ و تنہا رہ گئے ہیں یاور و انصار، عزیز و اقارب بھائی بھتیجے سب قتل ہو چکے ہیں اور امام مظلوم استغاثہ بلند کر رہے ہیں آیا ہے کوئی ایسا کہ جو اس بیکسی میں ہماری مدد کرے۔ آیا ہے کوئی ایسا کہ جو ذریت فاطمہؑ کی حمایت کرے۔ اور دوسری طرف امام حسینؑ کے خیموں میں العطش العطش کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ ہم نے یہ واقعہ دیکھ کر تم کو بعجلت تمام خبر دی جیسے ہی زعفر جن نے یہ باتیں سنیں جشن ختم کر دیا سوگوارانہ لباس پہنا اور اپنے لشکر کے ساتھ کربلا کی طرف روانہ ہوا۔ علامہ دربندی

نے اس واقعہ کو تفصیلاً نقل کیا ہے اور ہم زعفر جن کی زبانی درج کرتے ہیں زعفر جن کہتا ہے کہ جب میں وارد کربلا ہوا کہ چار فرسخ سے چار فرسخ کے رقبہ میں دشمن کا لشکر پھیلا ہوا ہے۔

اور امام حسین کی مددیاوری کے لیے منصور فرشتا اپنے گروہ کے ساتھ حاضر ہے اس کے گروہ کی تعداد تقریباً کئی ہزار ہے۔ نصر فرشتہ بھی اپنے گروہ کے ساتھ موجود تھا۔ جبرئیل، میکائیل، اسرافیل بھی دوسرے فرشتوں کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے موجود تھے اور منتظر اذن امام مظلوم تھے۔ انبیاء و مرسلین علیہم السّلام کی ارواح بھی موجود تھیں اور خود آنحضرتؐ موجود تھے۔ فرمارہے تھے ولدی العجل العجل انا مشتاقون لیکن امام حسینؑ یک ہزار نو سو پچاس زخم کھائے ہوئے لشکر اعداء کے سامنے کھڑے ہیں۔ اور ملائکہ، ارواح انبیاءؑ سامنے موجود ہیں مگر سب خموش ہیں۔ زعفر جن کہتا ہے کہ ناگاہ امام حسین علیہ السّلام نے میری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا، میری طرف اشارہ کیا فرمایا، نزدیک آؤ۔ میں نزدیک گیا رکاب توسن کو بوسہ دیا۔ میں نے اپنا لشکر پیچھے چھوڑا تھا۔ اور خود امام مظلوم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

روضۃ الشہداء نے زعفر جن کے آنے کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ اس کا نام ارغوان زاہد تھا۔ اور عظیم الجثہ تھا۔ نور الائمہ کتاب میں ہے کہ وہ آنے والا عجیب مہیب شکل تھا اور ایک عجیب طرح کے گھوڑے پر سوار تھا۔ زعفر نے امام علیہ السّلام کو سلام کیا اور آپ نے جواب دینے کے بعد فرمایا کہ اے زعفر زاہد تو کہاں رہا۔ اس نے کہا کہ مولیٰ میں اپنی رسم کتخدائی کا جشن منا رہا تھا کہ مجھے خبر ملی کہ آپ کربلا میں اس حالت میں ہیں مولیٰ مجھے اجازت عطا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اے زعفر تمہاری یاوری وفاداری سے خدا و رسول خوش ہیں لیکن اے زعفر میں تمہیں کس طرح

اجازت دوں جب اب میرا علی اکبر زندہ ہے نہ قاسمؑ نہ عون و محمدؑ اور نہ علی اصغرؑ باقی ہے اے زعفر زمین مقتل لاشوں سے بھری ہوئی ہے پھر آپ نے حکم دیا کہ اے زعفر واپس جاؤ اور میری مصیبتیں یاد کرکے گریہ کرنا۔ زعفر حکم امام مظلوم سن کر نصرت کرنے سے مایوس ہو گیا اور جزائر العلم واپس آگیا۔ اس نے وہاں پہنچ کر مجلس عزا قائم کی اس کی ماں نے دریافت کیا اے بیٹا یہ مجلس عزا کیسی ہے۔ اس کا فرزند بھی آگیا اور کہنے لگا کہ اے بابا آپ کی یہ کیا حالت ہے اس نے واقعہ کربلا بیان کیا اور کہنے لگا کہ حکم امام واجب ہے اس کی ماں نے کہا کہ اے بیٹا میں قیامت میں فاطمہ زہراؑ کے سامنے سرخرو ہونا چاہتی ہوں تو میرے ساتھ کربلا چل میں امام حسینؑ کی خدمت میں التماس کروں گی شاید کہ مولیٰ تجھے اذن جہاد دیدیں۔ زعفر جن اور اس کی ماں دونوں کربلا پہنچے مگر اے شیعو وہ وقت تھا کہ حسینؑ کا سر نیزہ پر بلند ہو چکا تھا سیاہ آندھیاں چل رہی تھیں قتل الحسین بکربلا ذبح الحسین بکربلا کی آوازیں بلند تھیں خیام اہل بیتؑ میں آگ لگ رہی تھی۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

والسّلام
اکبر ابن حسن
مینیجر
رحمت اللہ بک ایجنسی۔ کراچی ۲

مظلوم کربلا کی فوج

"شاہ است حسینؑ پادشاہ است حسینؑ"

وَاَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا

سلاطینِ دُنیا میں وہی سب سے بڑا شہنشاہ سمجھا جاتا ہے جس کی ٹڈی دل فوج ہو اور جنگی طاقت میں کوئی ملک اُس سے بڑھا ہوا نہ ہو۔ سکندر کی حربی طاقت جنودِ فرعون، جمشید کا لاتعداد لشکر، فریدون کی سپاہ، ضحاک ماردوش کے سپاہی نمرود کی فوج محتاجِ بیان نہیں ہے مگر یہ ساری طاقت الٰہی طاقت کے سامنے سربسجود نظر آتی ہے اور باہمی جنگ میں خواہ کتنی ہی کامیابی کیوں نہ حاصل ہو مگر جب الٰہی طاقت سے تصادم ہوتا ہے تو ایک عصمت پوش کے لبوں کی جنبش صفوں کو درہم و برہم کر دیتی ہے کسی کے آسمان کی طرف بلند ہوتے ہوئے ہاتھ غضبِ الٰہی میں جذب پیدا کرتے ہیں اور ہر سمت عالم آب نظر آتا ہے اور طوفانِ عذاب سے خود اُس نبیؑ کے نااہل زن و فرزند بھی نہیں محفوظ رہتے قوم نوحؑ گرداب

فنا میں پھنس کر شکست ہوئی۔ موسیٰؑ و ہارونؑ دو بھائیوں نے فرعون کے تخت و تاج کو رودِ نیل میں غرق کر دیا اور راکب و مرکب موت کے گھاٹ اُتار دیے گئے۔ آدمؑ سے عیسیٰؑ تک اور پھر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو مادی طاقتوں کا سامنا رہا اور الٰہی قوت نے مادیت کو دبا لیا۔ انسانیت کی داغ بیل پڑنے کے ساتھ ہی ہم دیکھتے ہیں کہ حق و باطل میں ہمیشہ تصادم رہا اور قدرت نے اپنے مظلوم انبیاؑ و اوصیاؑ کو مدد پہونچا کر غلبہ عطا فرمایا اور کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز کا مژدہ صحیح ثابت ہوا۔

معاونین کی اگر فہرست دیکھی جاتی ہے تو پانی۔ قحط۔ زلزلہ۔ صیحہ (چیخ) زراعتوں اور اثاث البیت کو کھا جانے والی ٹڈیاں لاتعداد مینڈک جو بنی اسرائیل کے جیب و دامن کو گھر بنائے ہوئے تھے۔ خون کی وہ کثرت کہ بغیر ذبح کئے ہوئے دیوار اور در رنگین، پانی سُرخ، چشمہ، تالاب لہو جوش۔ اس کثرت سے کہ جسم و جان کو چھلنی کر دیا اور برداشت کی طاقت نہ رہی بقولِ غالب۔ ع کپڑوں میں جوئیں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں۔

یہ ہے الٰہی فوج۔ اسی طرح زمین دشمنانِ دین کو شق ہو کر نگل جانے کے لئے تیار، دریا دستِ موج سے شمشیر بکف ہو کر فرعونوں کے مقابل میں کامیاب ہوا۔ کسی بد نہاد پر آسمان سے پتھر گرے۔ تند و تیز آندھیاں صاعقہ عذاب ہاتھی کی فوج اور ابابیل ایک پرند کا مقابلہ ؎

زدستِ ابابیل ساز ذلیل خدا لشکر فیل و اصحاب فیل

مملکت الٰہی کے یہ وہ سپاہی تھے جو ضرورتوں کے لحاظ سے باری باری

کام کرتے رہے اور دینِ خدا کو مٹنے سے بچایا اور تب پیغمبرِ اسلام کی بعثت ہوئی تو قرآنی فیصلہ ہے کہ ذریۃ البشر کا دستِ تعدی کفر و نفاق میں سب سے بڑھا ہوا تھا اس لیے قدرت نے فریقِ مخالف کی طاقت کو دیکھ کر استعمال شدہ حربہ کار فرمانے کئے اور اپنے حبیبؐ کی عظمت کا یہ ثبوت دیا وانزل جنودا لم تروھا (پ ۱۰ ع ۶) خدا فرماتا ہے وما یعلم جنود ربک الا ھو (مدثر پ ۲۹) تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ حسینؑ ابنِ علیؑ (روحی فدا) کی شخصیت اُن انبیاء سے کم نہ تھی جن کی نصرت میں مرقومہ بالا عناصر نے حصہ لیا۔

شیخ سعدی شیرازی تو عام مخلوق کو اس بلند منزل پر دیکھنے کے عادی ہیں ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند — تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

مظلوم کربلا اس فخرِ آدم و بنی آدم کے فرزند ہیں جو۔ لولاک لما خلقت الافلاک کے درجہ کو طے کئے ہوئے تھا۔ لہٰذا اگر وہ چاہتے تو ناممکن تھا کہ زمین و آسمان طوفانِ عذاب سے تہ نہ ہو جاتا اور بہت ممکن تھا کہ فرات کی طغیانی یزیدیت کو ڈبو دیتی ابنِ زیاد ارضِ کوفہ میں قارون کی طرح زمین شق ہو کر دھنس جاتا یا آسمان سے بجلی گرتی دمشق سے کوفہ تک قحط پڑتا لیکن انبیاء کرام کا تعاون جس جس عنصر سے ہوا حسینؑ کو اس کی کل احتیاج نہ تھی اور وہ اپنے مورثِ اعلیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح ملائکہ کی نصرت سے بھی انکار کر چکے تھے اور اُن کو یقین تھا کہ یزیدیت کی آگ اس طرح گل ہو گی کہ پھر اس کا ایک ذرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ انسانِ کامل وہی ہے جو ماسوی اللہ کا محتاج نہ ہو اور صرف اپنے خالق کے سامنے تہی دست ثابت ہو۔ جبکہ سردارِ جوانانِ جناں کی منزل کائنات سے بڑھی ہوئی تھی تو اُن

کے لئے کوئی شرف نہ تھا اگر وحش و طیر یا عناصرِ اربعہ مددگار بنا کر بھیجے جاتے۔ بنی اسرائیل پر قُمّل، ضفادع، نمرود پر پشہ مسلط ہوا مگر جب حسینؑ بہیمیت صفت انسانوں میں محصور ہو گئے تو اُن کی نصرت کے لئے مقامِ قرب کے مخلوق فرشتے بھیجے گئے تاکہ عام اور خاص میں امتیاز پیدا ہو جائے۔ کوفہ و شام کی سپاہ نے ناکہ بندی کی اور اپنے نزدیک نینوا کی ہر راہ کو روک دیا تھا مگر فضا پر کسی کا پہرا نہ تھا اور زمین سے آسمان تک کوئی طاقت سدِ راہ نہ تھی۔

عقل بتاتی ہے کہ ادنیٰ تعاون کا تذکرہ اعلیٰ امداد سنیے پر ہیچ ہو جاتا ہے لہٰذا مظلوم نینوا کے حضور میں اگر تمام عالمین اپنے خدمات پیش کریں تو وہ قابلِ ذکر نہیں ہو سکتے ہیں لیکن ملائکہ مقربین اگر لبیک کہیں تو وہ اقدام برمحل ہے۔ اگر پیغمبرِ اسلام کی مدد ہزاروں فرشتوں نے کی تو حسینؑ بھی اسی رسولؐ کے چشم و چراغ ہیں ان کے مبتلائے مصیبت ہونے پر بھی فرشتوں میں طلاطم ہونا چاہیے۔ علمِ الٰہی میں عاشور کے اس روز روزِ سیاہ کا تصور تھا اس لئے حسینؑ کی ولادت ہی کے موقع پر قدرت کی طرف سے ایک خاص اہتمام ہوتا ہے اور آغاز و انجام اس شان سے متحد ہو جاتے ہیں کہ دامنِ ازل سے گریبانِ ابد تک اس کی نظیر نہیں ملتی۔

پہلی فوج

پیغمبرِ خدا کی محبوب ترین بیٹی اور داماد فاطمہؑ اور علیؑ (علیہما السلام) جب اولاد کی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز کئے جاتے ہیں اور خاتونِ جناں کا نخلِ تمنا کا بار آور ہوتا ہے تو پلوٹھی کے بیٹے کا نام حضرت ہارون کے خلعت اکبر شبر کے نام پر حسنؑ رکھا جاتا ہے تاکہ رسولؐ کی زبانِ گہر افشاں سے

حدیث منزلت میں جو منصب جناب امیر المومنینؑ کو ملا ہے وہ ہر پہلو سے ثابت ہو۔ عموماً ماں باپ تو پہلی اولاد کے فریفتہ ہوتے ہیں۔ اور جس لاڈ اور پیار میں بڑا بچہ پلتا ہے اُس سے چھوٹا محروم رہتا ہے لیکن یہ ماں باپ اور نانا حکمِ ایزدی کے پابند ہیں۔ اُن کا کوئی قدم مشیت ایزدی کے بغیر نہیں اٹھتا۔ ان کی ہر فرد پیکرِ عصمت اور مجسمہ انصاف ہے وہ دونوں بچوں کو برابر سے آنکھوں کا تارا سمجھیں گے وہ نانا جو اولادِ نرینہ نہ رکھتا ہو اب جب گود میں نواسہ کو دیکھے گا تو بیٹی کا نونہال ضرور بیٹے کی جگہ لے گا۔ مگر لسانِ قدرت کو دوسرے مژدۂ ولادت اور روزِ مباہلہ کا انتظار تھا۔ اس لئے "ابنائنا" کی نوید کو محفوظ رکھا۔ ماہ رمضان کے برکت آفریں ایام میں حسنؑ پیدا ہوئے تھے۔ اور وہ پورے سال بھر کے ہونے نہ پائے تھے کہ شب برات کی تیسری کو حسینؑ کی ولادت ہوئی اور یہ دونوں بچے چاند سورج بن کر دنیا اسلام میں چمکے۔ چھوٹے شہزادہ کا بھی نام ہارون کے دوسرے فرزند شبیرؑ کے نام پر حسینؑ رکھا گیا اور اب حدیث منزلت انت منی بمنزلتہ ہارون من موسیٰ کی تصویر مکمل ہو گئی۔ امامت، عصمت، کمالات، نجابت قربِ الٰہی کے لحاظ سے تو دونوں شہزادوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ نانا کی وہی ترجمان زبان سے جو حدیث نکلی اُس میں دونوں کی مدح میں جو طرزِ عمل اختیار فرمایا اُس میں دونوں کا لحاظ مگر ہر طرح مساوات برقرار رکھنے کے ساتھ کچھ خصوصیات بزرگوں کی طرف سے حسینؑ میں بڑھ گئے، اور مبدار فیاض نے بھی حسینیت کے خیر مقدم میں چھوٹے کو آگے بڑھایا اور میں سمجھتا ہوں کہ

یہ حسن التفات بھی پیغمبرؐ کی تصدیق کی ایک مضبوط کڑی تھا جس طرح حضرت موسیٰ خورد ہونے کے باوجود تبلیغ دین میں اپنے بڑے بھائی ہارون سے پیش پیش رہے کچھ وہی انداز حسینؑ بن علیؑ میں بھی نظر آیا۔ امام حسینؑ کے خصوصیات ذاتی کی اگر تفصیل نہ کی جائے تو اُن کی ولادت کے وقت لعیا حوریہ کا بہشت سے آنا وہ فضیلت ہے جو امام حسنؑ کے وقتِ ولادت نہ تھی اور اس پر مستزاد اُن لاتعداد ملائکہ کا آنا جو تہنیت اور تبریک کے لئے آئے۔ اوحی اللّٰہ تبارک و تعالیٰ الیٰ جبرئیل ان اھبط الی نبیی محمدؐ فی الف قبیل والقبیل الف الف من الملائکۃ علی خیول بلق مسرجۃ ملجمۃ ان ھنوا محمداً بمولودہ واخبرہ یا جبرئیل انی قد سمیتہ الحسینؑ وھنہ وعزہ (مدینۃ المعاجز ص ۲۱۵ طبع ایران) خدائے برتر نے جبرئیل کی طرف وحی کی کہ میرے پیامبر کی ڈیوڑھی پہ اترو۔ ایک ہزار فرشتوں کے قبیلے لے کر آیا ہر قبیلہ ہزار ہزار نفوسِ عصمت پہ مشتمل تھا اور ملائکہ کی شان یہ تھی کہ ابلق گھوڑوں پہ سوار تھے اور زین و لجام سے آراستہ تھے اس طرح ملائکۂ عصمت کو حکم ہوتا ہے کہ محمدؐ عربی کی خدمت میں صدائے تہنیت بلند کریں اور اے جبرئیل اُن کو آگاہ کر دو کہ میں نے اس بچہ کا نام حسینؑ رکھا ہے۔ اور تبریک کے ساتھ تعزیت بھی کرنا۔

فرشتوں کے لئے راہوار کی ضرورت نہیں ہے مگر دنیائے اسلام کو قدرت نے اُس وقت سے باخبر کیا ہے کہ جس کو تم یکہ و تنہا سمجھتے ہو

اُس کی فوج ظفر موج یہ ہے۔ اُس وقت مصلحت یہ تھی کہ فرشتے سوار کرکے بھیجے جائیں اور تقریباً ایک ارب ملائکہ باب مدینۂ علم پہ حاضر ہوں اور جب مدینہ سے سفر فرمایا تو ارباب تاریخ لکھتے ہیں۔

دوسری فوج

بالجملہ چوں حسین علیہ السلام لختے راہ بپیمود از افواج فرشتگان فراواں و بلاد شدہ وہمکاں حربہائے مبازرت بدست کردہ بہ پشت اسپہائے بہشت نشست نمودکا در رسیدند و سلام دادند و گفتند اے حجت آفریدگار برتمامت آفریدگار برتمامت آفریدگان بعد از جد و پدر و برادر بسیار افتاد کہ خداوند مارا بمدد جد تو فرستاد اکنوں بمدد تو فرمان داد فرمود میعاد شما مزار دو مضجع من است جائیکہ شہید می شوم و انجا کربلا است گاہے کہ وارد می شوم در انجا نزد من حاضر شوید۔

(ناسخ التواریخ جلد ۶ صفحہ ۱۶۸ طبع بمبئی)

امام حسینؑ نے گھر سے سفر کرکے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ فرشتوں کی فوج نظر آئی وہ آلات حرب سے آراستہ تھے اور جنت کے گھوڑوں پر سوار تھے، صورت دیکھ کر سلام کیا۔ اور کہا کہ اے حجت خدا ہم کو خدا نے آپ کے نانا کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ اب آپ کی مدد کا حکم ہوا ہے۔ آپ نے اپنی شہادت کے حتمی ہونے کا ذکر فرماتے ہوئے نصرت قبول نہ کی۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ جب میں کربلا پہونچوں اُس وقت آنا۔

یاد رکھئے اس محل پر فرشتوں کے ہاتھ میں حربہ ہائے نور بھی تھے لیکن کربلا میں کسی بھی شمشیر زنی کا حکم نہیں ہوا۔

واقعۂ کربلا کے وقت فرشتوں کو بلانا ہماری عقل سے باہر ہے۔ اس کا مزید ثواب عطا کرنا مطلوب تھا اور دوسرا راز یہ ہوسکتا ہے کہ زمین کربلا پر امام کی زیارت کا ثواب بھی فرشتے حاصل کریں۔ اور جس مخالف ماحول میں امامت کا کوئی خیر مقدم کرنے والا نہ ہو اُس وقت ملائکہ کے جھرمٹ میں سواریاں اتریں۔

تیسری فوج

اسحاق بن عمار صحابی امام جعفر صادقؑ کا بیان ہے کہ اُس سے حضرت نے فرمایا۔ مر بالحسینؑ بن علیؑ خمسون الف ملك وهو يقتل فلم تنصروه فهبطوا الى الارض فسكنوا عند قبره شعثا غبرا الى ان تقوم الساعة۔ فرمود پنجاہ ہزار فرشتگان وقتی بر حسین علیہ السلام عبور دادند کہ مقتول بود و ادراک نصرت او را نفرمودند لاجرم از آسمان فرود شدند و بر سر قبر آنحضرتؑ با موئے پراگندہ و روئے گرد آگندہ تاقیامت ساکن گشتند۔

(ناسخ التواریخ صفحہ ۳۹۲)۔ (حاصل مضمون) پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) ملائکہ کربلا اُس وقت پہونچے جب شمع امامت گُل ہوچکی تھی نصرت نہ کرسکنے کی تلافی میں وہ تمام فرشتے زمین پر اُترے اور قبر کے جوار میں سر برہنہ جسم غبار آلود قیامت تک حاضر رہیں گے۔ جب پیغمبر اسلام کی مدد کے لئے پانچ ہزار فرشتوں نے جہاد کیا اور دشمن کو شکست ہوئی تو اگر پچاس ہزار ملائکہ جہاد کرتے تو کرۂ ارض میں تلاطم ہو جاتا۔ لیکن حسینؑ کو بنی نوع انسان کی اس قدر ہمدردی تھی کہ وہ اپنے خصوصی اختیارات استعمال میں لانا نہیں چاہتے۔

اس مضمون میں جس عنوان پر ہم نے قلم اُٹھایا ہے صرف ایک پہلو کسی قدر واضح ہو سکا ہے ورنہ مظلوم کربلا کی فوج میں زمین کے ذرات مجرو مدر، چرند و پرند، شمس قمر، کہسار، آب و آتش، ہوا اور ہر مخلوق شامل ہے جس نے استغاثہ پر لبیک کہا۔ یا جس نے گریہ کیا۔ اگر امام حسینؑ نصرت قبول کرتے تو یزیدیت اُن کی شہادت کے پہلے فنا ہو جاتی اور باطل کا سر کچل دیا جاتا۔ حسینؑ نے اپنے بہتّر ساتھیوں کو لے کر جن ہنگامی حالات اور مسموم فضا میں قیادت کی ہے وہ کسی ہوشمند انسان سے مخفی نہیں ہے۔ محرّم اور چہلم اُسی کی مقدس یادگار ہے جو مٹانے سے مٹ نہیں سکتی۔

پاکستان سے ہمصر درنجف سیالکوٹ کا روح پرور بیان

امام باڑہ نواب آصف الدولہ مرحوم لکھنؤ میں جنات کا ماتم

ماتم حسینؑ کی کہانی (ایک) اہلحدیث مولوی عبدالقادر کی زبانی

وزیر آباد ۱۵ مئی ۱۹۵۲ء کو جب کہ میں کچہری میں تھا مستری نور حسین اقبال حسین گورنمنٹ کنٹر کٹرز نے آکر بیان کیا کہ آج مولوی عبدالقادر صاحب اہلحدیث دالہ آباد، تحصیل وزیر آباد سے ایک جنّ نے ماتم کرایا یہ سنکر بیحد حیرت ہوئی کہ اہلحدیث مولوی اور ماتم حسینؑ !!۔ ایں چہ بوالعجبی است

اقبال حسین صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب کو بلوا کر اصل واقعہ ان کی زبان سے کہلوا دیتا ہوں۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد مولوی صاحب عمداً لطلب تشریف لائے انھوں نے بہت سے حضرات کے سامنے حسب ذیل واقعہ اپنی

زبان سے بیان کیا۔ صبح سات بجے میرے پڑوس میں ایک شخص مسمّی "اسلم" جو کہ سادہ لوح اور بالکل ناخواندہ ہے۔ جس کا مذہب شیعہ سے کوئی تعلق نہیں نے مجھے بلایا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اس پر جنّ کا پورا پورا قبضہ تھا اسلم کو اس سے پہلے بھی گاہے گاہے ایسی حرکت ہوا کرتی تھی اور مجھے بلا لیا جاتا تھا حاضر آمدہ جنّ ہمیشہ اپنا نام نور الدین بتاتا میں ابھی جا کر سیڑھی پر بیٹھا ہی تھا اور چاہا کہ کچھ پڑھ کر دم کروں کہ جنّ نے مجھ پر سوال کر دیا:۔

جنّ ۔ تم مجھے جانتے ہو ؟

میں ۔ تم نور الدین ہو گے ۔ جو پہلے بھی آیا کرتے ہو۔

جنّ ۔ نہیں نہیں ۔ میرا نام عبد الجبار ہے۔

میں ۔ کہاں سے آئے ہو ؟

جنّ ۔ کابل سے آیا ہوں۔

میں ۔ پھر مجھے کیوں بلایا ہے ؟

جنّ ۔ اپنا تعارف کرانے کے لئے

میں ۔ کیا تعارف کرانا چاہتے ہو ؟

جنّ ۔ کیا میں اور آپ ۔ اور نور الدین کسی زمانہ میں حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی کے پاس پڑھا کرتے تھے۔

میں ۔ بیشک ہم پڑھا کرتے تھے۔

جنّ ۔ ہاں ہاں یاد کر لو۔ ہم قوم جنات سے تھے !!

میں ۔ اچھا تو اس کا ثبوت کیا ہے ؟

جنّ۔ جب آپ نے کتاب صحیح بخاری پڑھتے ہوئے باب الحیض یاد نہ کیا تھا تو حافظ صاحب نے آپ کے تھپڑ مارا تھا؟

میں۔ درست ہے۔ مارا تھا۔ یاد آگیا۔

جنّ۔ جب میں اور آپ حافظ صاحب مرحوم کرم آباد کی طرف کو گئے تھے اور آپ نے حافظ صاحب کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ حافظ صاحب کو راستہ میں ٹھوکر لگی اور وہ آپ سے خفا ہو گئے۔ یہ واقعہ یاد ہے؟

میں۔ ہاں یاد ہے!!

جنّ۔ مذکور نے اور بھی کئی حوالہ جات دیئے جو کہ سب کے سب درست تھے

اس پر مجھے یقین کامل ہو گیا کہ واقعی یہ جنّ میرے ساتھ پڑھتا رہا ہے اس اثنا میں ہی عبد الجبار جنّ نے مختصر مصائب امام حسین علیہ السلام بیان کیے اور اس کے بعد عربی اور فارسی زبان میں نوحے پڑھ کر ماتم کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت اس کی آواز نہایت مہیب اور غضبناک اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ مکان لرز رہا ہے۔ پھر مجھے غضبناک ہو کر کہا کہ اٹھو! اور پگڑی اتارو۔ پاؤں سے جوتیاں نکال ڈالو۔ زور زور سے ماتم امام علیہ السلام کرو۔ چنانچہ میں نے بھی زور زور سے سر پہ ہاتھ مار کر یا حسینؑ یا حسینؑ کہنا شروع کیا میں سچ کہتا ہوں کہ آج تک میں نے کسی کو اسی زور سے ماتم کرتے نہیں دیکھا۔

ٹھیک پانچ منٹ گذرنے کے بعد بالترتیب جرمن فلسطین وغیرہ والے جنّ آگئے ہر ایک جنّ جس ملک سے آیا تھا اسی ملک کی زبان

میں گفتگو کرتا تھا اور اس زبان میں نوحے پڑھتا تھا اور ماتم کرتا رہا۔ میں سوائے عربی اور فارسی کے اور کوئی زبان نہ سمجھ سکتا تھا یہ سب کچھ ہو چکنے کے بعد نور الدین نے کہا کہ اب ہم سب کے سب امام باڑہ آصفی لکھنؤ میں جا رہے ہیں وہاں پہ ابھی ابھی تو بجکر دس منٹ پر مجلس امام حسین علیہ السلام منعقد ہو گی ہم وہاں مجلس میں شریک ہو کر اختتام مجلس کے بعد ماتم کریں گے اور وہاں سے فارغ ہو کر بیت المقدس میں جائیں گے۔ کیونکہ وہاں ہماری میٹنگ ہے۔ پھر آپ کو ملیں گے چنانچہ ۹ بجے دن کے یہ واقعہ ختم ہوا اور اسلم مذکور اپنی اصلی حالت پہ آگیا۔

یہ ہیں مختصر واقعات جو مولوی عبد القادر صاحب اہلحدیث نے اپنی زبان سے بیان کئے۔

اس کے بعد جناب قاضی مجتبیٰ علی صاحب قریشی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پلیڈر نے جو یہ واقعہ بغور سن رہے تھے۔ فرمایا کہ مولوی صاحب نے خود ہی کہا ہے کہ ایک جنّ پانچ پانچ منٹ میں انگلینڈ جرمن۔ روس۔ اور فلسطین سے آ جا رہا ہے۔ درنجف میں سیالکوٹ یکم جون سنہ ۱۹۵۲ء صفحہ ۶۷

الواعظ

قوم جنّ کا انبیاء کی بارگاہ میں اخلاص و عقیدت قرآنی مسلمہ ہے اور احادیث فریقین بھی اس مقصد پہ ممد ہیں لہٰذا اس کے ثبوت کی تو ضرورت نہیں کہ جنوں کی شرکت غم کیا حیثیت رکھتی ہے۔ الواعظ کے گذشتہ فائل جنوں میں ماتم کے گواہ ہیں اور اسلامی نقطۂ نظر سے مورخین کے اقوال راویوں کے بیانات ناظرین کے سامنے

ہیں اگر مرض کے حملے سے محفوظ رہا اور صحت نے ساتھ دیا تو انشاء اللہ محرم نمبر میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کا ارادہ ہے ہمعصر موصوف نے جو تاریخ اس ماتم کی درج کی ہے اس دن حسن اتفاق سے پنجشنبہ تھا اور جمعرات عموماً مجلس ماتم کے لئے مخصوص ہے درگاہ کربلا امام باڑہ عاشور خانہ میں مومنین جمع ہوتے ہیں۔

جمعرات کو زیادہ تر مجلسیں کیوں ہوتی ہیں اس سوال کا جواب ہم نے اپنے راز شہادت میں دیا ہے مزید عرض یہ ہے کہ ہر پنجشنبہ کو پیغمبر خدا کے سامنے اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور خود حضورؐ اکرم کا ارشاد ہے اما الخمیس فیوم تعرض فیہ الاعمال یہ وہ دن ہے جس میں اُمت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں (خصال ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ چاپ ایران جلد ا صفحہ ۲۹) پنجشنبہ کو مجلس کرنا اپنی ہفتہ وار کارگذاری میں روح رواں کی حیثیت رکھتا ہے اور فرزند رسولؐ سے وہ ہمدردی ہے جس کے بعد پیغمبر سے اُمید شفاعت ہے اس لئے اس دن انسانوں کی طرح جن بھی غم مناتے ہیں

یہ ضروری نہیں ہے کہ جنوں کی مجلس میں امام باڑہ کے مجاورین اور ملازم بھی مطلع ہوں اور ان کی صدا انسانوں کے کان تک پہنچے جن کی وجہ تسمیہ بھی ہے۔ ان کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نظروں سے دکھائی نہیں دیتے۔ (مجمع البحرین) جن کی جمع عربی میں قواعد سے جنات نہیں ہے قرآن مجید میں ہے من الجنۃ والناس۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

زعفرِ جن

سلیمان کربلا کی بارگاہ میں بنی جان کا ولولۂ نصرت

لقد عظمت الرزیۃ وجلت المصیبۃ بک علینا وعلی جمیع اھل الاسلام

کائنات میں انسان اور جن ایک دوسرے سے دو متضاد گروہ ہیں جو تکلیف کی منزل پر درجہ مساوات رکھتے ہیں اور مذہبی لحاظ سے روئے زمین پر اُن کا پایا جانا محتاج ثبوت نہیں ہے کمزور بشر کا باصرہ ان کے دیکھنے کا متحمل نہ ہو اور سامعہ اُن کی مہیب صدائیں سننے کا بار اٹھا نہ سکے لیکن عدم مشاہدہ کم از کم غیب پر ایمان لانے والوں کے لئے تو مضر نہیں ہے اور کتاب و سنت ان کے ایمان پر گواہ ہیں اور ان سے جزا و سزا کا تعلق ضروریات مذہب کے ہے۔ مسلمانوں میں کون ہے جو صف مرسلین کے اقتدار نبی حضرت سلیمان کے نام سے واقف نہیں اور قرآن حکیم کے مشہور سورۂ جن سے بے خبر ہو غزوات

اسلام میں بسیرالالم کی جنگ بلحاظ روایت و درائت مستند حیثیت رکھتی ہے
اور یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ اس اکثریت سے پیغمبر خدا کی آنکھ بند ہونے کے
بعد مذہب جاتا رہا اگر نبوت کے بعد امامت باقی ہے اور رہتی دنیا تک رہے گی تو
یہ طبقہ بھی باقی رہے گا۔ عالمران الجنّ والشیاطین اجسام ھوائیہ
قادرۃ علی الشکل باشکال مختلف ولہا عقول وافہام وقدرۃ
علی اعمال صعبہ مثالۃ فان شیت ان الجنّ انسان ناطق ذو
جسم ناری اوھوائی قادر علی الشکل اشکال مختلف جن اور شیاطین
ہوائی جسم ہیں جو طرح طرح کی صورتوں میں آنے پر قادر ہیں اور ان کے لیے
بھی فہم وادراک ہے اور وہ سخت اور دشوار گذار اعمال پر قادر ہیں ان کے
بارے میں چاہو تو یہ کہو کہ جن ایک گویا انسان ہے جس کا جسم آگ یا ہوا کا ہے
اور وہ ہر پیکر میں نئی صورت اختیار کرنے پر قادر ہے ولاشك ان نبیّنا
صلے اللہ علیہ والہ مبعوث علی الانس فکذا انہ مبعوث علی الجن وبدل
علےٰ ذلك الادلۃ الاربعہ من الایات الکثیرہ المحکمات والسنۃ
المتواترات المتظافرات والعقل والاجماع تمقتضی ذلك انہم کا
لانس ایضاً فی بالی الثواب والعقاب والخلود فی الجنۃ والنار
اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام انسانوں
پر مبعوث ہوئے اور ایسا ہی ان کی بعثت تمام اقوام جن پر بھی اس نظریہ پر
ادلۂ اربعہ اور بہت سی آیتیں اور بکثرت احادیث اور عقل اجماع دلالت
کرتا ہے اور اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جن بھی ثواب و عتاب اور مستحق بہشت

ہوتے ہیں انسان کے دوش بدوش ہیں۔ بعثت رسولؐ کی بحث میں قرآن مجید نے
پکار پکار کر کہا ہے کہ اہل مکہ پر رسولؐ انھیں میں سے مبعوث ہوا اس اعلان
کا مقصد یہ تھا کہ تمام انسانوں پر حاکم وہی قرار دیا جاتا ہے جو نوع بشر کی
ایک فرد ہے اور منصب الٰہی کا حقدار آسمان سے فرشتے کو بلا کر نہیں کیا
گیا بلکہ بزم انسانیت میں رسولؐ انسان ہی ہونا چاہیئے جو اُن انسانوں کا
ایسا کھاتا پیتا اور زندگی کے جملہ ضرورتوں کو انجام دینے کے ساتھ وہ معصوم
رہکر خدمت خلق کرے اور طلب دُنیا سے اس کا دامن پاک رہے جب یہ نظریہ
مطابق عقل تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنوں میں بھی اس کا لحاظ رکھا جاتا
اور قوم جن کا پیغمبر جن ہوتا ایسا کیوں نہیں ہوا جواب اس شبہہ کا یہ ہے
کہ انسان اشرف خلق ہے اور تکریم بنی آدم کا تمام مخلوق پر اعلان ہوچکا
ہے اگر انسان پر فرشتہ یا جن حاکم ہوتا تو وہ اپنی مخصوص طاقت سے مذہب
کی تبلیغ کرتا اور جبر لازم آتا خواہشات نفس اور لذت دُنیا سے جو
بے تعلق ہو اس کی عصمت گنہگار انسان سے برتری حاصل نہیں کرسکتی تھی لہٰذا
انسانوں ہی میں انسانوں کو الٰہی منصب ملا اور ایسا نہیں ہوا کہ کمزور پر طاقتور
کو حکومت دی گئی ہو اور چونکہ اصولاً انسان ضعیف تھا لہٰذا اس ضعیف
کا اپنے سے طاقتور پر حکومت کرنا یعنی انسان کا جنوں پر حاکم ہونا ہرگز
قبیح نہ تھا بلکہ ایک کرشمۂ قدرت تھا اور دُنیا کو بتانا تھا کہ منصب
الٰہی حاصل کرنے والے اپنے مثل پر بھی حکومت کرتے ہیں اور طاقتور پر بھی
حکمراں ہوسکتے ہیں اور جنوں پر حکومت اُن کا مخصوص شرف ہے۔ اعلان المعجزات

الصادرہ من الائمۃ المعصومین فی قضایا المتعلقہ بالجن وشیاطین اکثر من ان یحصی وا وفر من ان یستقصی ہمارے ائمہ معصومین علیہ السّلام سے جو معجزات صادر ہوئے اور جو واقعات جن اور شیاطین سے تعلق رکھتے ہیں، وہ اس سے زیادہ ہیں کہ اُن کا احصٰی کیا جائے اور یہ واقعات احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ صف انبیاء میں چونکہ حضرت سلیمانؑ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ جن و انس اُن کے زیرِ نگین تھے اور یہ مطلب تفسیر حدیث تاریخ سیر سے ثابت ہے۔ اس لئے کم ازکم اسلام کے دو اہل قلم کا ذکر تائید مطلوب کے لئے کافی ہے۔

سُنّی مورّخ کا قول

(۱) ابو جعفر بن جریر طبری المتوفی سنہ ۳۱۰ھ کا بیان ہے۔ ثم ملک سلیمان بن داؤد بعد ابیہ داؤد امیر بنی اسرائیل وسخر اللہ لہ الجن والانس والطیر والریح واتاہ مع ذلک النبوۃ صفحہ ۲۵۲ تاریخ الامم والملوک طبع مصر پھر حضرت سلیمان اپنے والد ماجد داؤد کے بعد بنی اسرائیل پر حاکم ہوئے اور خدا نے ان کے لئے تمام جن وانس اور پرندوں اور ہوا کو مسخر کیا اور اسی کے ساتھ وہ حامل نبوت بھی ہوئے۔

سُنّی مفسر کی رائے

(۲) جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی لکھتے ہیں۔ اخرج الحاکم فی المسدرک عن جعفر بن محمد قال اعطی سلیمان ملک شارق الارض و سلیمان سلطانیہ سنۃ وسنۃ اشھر ملک اھل الدنیا کلھم من الجن والانس والدواب والطیر والسباع واعطی کل شئ والجزء الخامس من کتاب الدر المنثور فی الماثور

صفحہ ۱۰۳ مصر، حاکم نے مسدرک میں جعفر بن محمدؑ سے روایت کی ہے فرمایا انہوں نے سلیمان کو خدا نے مشرق و غرب کی مملکت عطا کی اور ان کی حکومت ۷ سال ۶ ماہ رہی ان کی سلطنت میں ساری دنیا جن و انس چرند و پرند درندے تھے اُن کو خدا نے ہر شے عطا فرمائی تھی ان بیانات سے واضح ہوا کہ ایک نبی میں یہ عظمت حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ جنوں اور چرند و پرند حکومت کرنے اور سلیمان سے حضرت محمد مصطفٰےؐ صلعم کا مرتبہ بڑھا ہوا تھا لہٰذا اُن کے لخت جگر حسینؑ بن علیؑ کی اگر جنوں پر حکومت ہو اور بنی جان ان کا ماتم کریں درندے سوگوار ہوں اُن کے غم میں آب و دانہ ترک کر دیں پرند جسد بے سر حسینؑ بال و پر سے سایہ کریں اور خونِ ناحق میں لوٹ کر اطراف ملک میں خبریں پہنچائیں میدانِ جنگ سے خیمہ گاہ تک شہیدوں کی آواز فریاد پہنچائے اور بوق و قرنا کے شور میں ہر مرنے والے کی آخری آواز پر مقتل میں پہونچیں تو کوئی تعجب نہیں سیرت سلیمان حسینی اقتدار کا پیش خیمہ جس نے داؤد کے فرزند پہچان لیا وہ حسینؑ کی معرفت میں بھی یقین کے درجے تک پہونچ سکتا ہے سلیمان بن داؤد اور فرزند رسولؐ میں فرق یہ ہے کہ جن و انس وحش و طیر ان کے حین حیات تک زیر نگین رہے اور وفات کے ساتھ ہی آزاد تھے لیکن حضرت ابی عبداللہ الحسینؑ ارواحنافداہ کی زندگی میں بھی جنوں نے ارادۂ نصرت کا کیا اور وفات کے بعد سے آج تک نوحہ خواں ہیں علماء اسلام میں سنّی ہوں یا شیعہ اس مقصد سے کوئی اختلاف نہیں ہے متاخرین علماء میں بعض نے اس عموم کے صرف ایک جز سے انکار کیا ہے اور وہ روایت زعفر کی قائل نہیں ہیں چنانچہ فاضل لوری المتوفی سنہ ۱۳۳۲ھ نے اس روایت پر تنقید و نظر میں الفاظ

لکھے اُس کا خلاصہ یہ ہے۔ سخن در اخبار موہونہ وکتب غیر معتمدہ است کہ سابقاً در میان بود و از نظر بزرگان علمائے گذشتہ و مانہا اعتنا نہ کردند و مراجعہ نہ نمودند مثل علامہ مجلسی و محدثین عصر اور قبل از نہ الست کہ اخبار اندیدہ دبراں کتب واقف لسدید زعفر جنی از نظر ایشاں مخفی نشدہ بود

(لولو والمرجان ص ۱۴۵)

یہ الفاظ ناقدانہ قرض ادا نہیں کرتے لہٰذا مجبوراً تشنہ دلیل دعوے پر تبصرہ ضروری معلوم ہوتا ہے اور عقیدت مندوں میں یہ آرزو ہے اور ہونا چاہیئے کہ فرزند رسولؐ الثقلین کے وہ مصائب جو اُن کو فخر سلیمان ثابت کریں اور جن کی ادائیگی میں کسی مسلمہ مذہب سے تصادم نہ ہو بلا اصول و عقائد کے ہمنوا ہوں وہ بلا وجہ خذف و اسقاط سے محفوظ رہیں اس لئے سابق کے بیان کی روشنی میں اس واقعہ کے ہر پہلو پر بحث کی جاتی ہے فرزند رسول کا مدینہ سے سفر کے وقت جنوں کو روز عاشور بلانا اور امر الٰہی اطاعت شعار کی نظر میں حکم امام ویسا ہی ہے جو امر الٰہی کا ہونا چاہیئے اور حسینؑ کے چشم و ابرو کا اشارہ کلمہ گو کے لئے یقیناً پیغمبر خدا کے حکم کا ہموزن ہے۔

اطیعو اللہ واطیعو الرسولؐ واولی الامر منکم۔ کی آواز قرآنی آواز ہے جس کا فخر انسانوں کے ساتھ ساتھ قوم جن کو بھی حاصل ہے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ بحار میں لکھتے ہیں (مدینہ سے امام حسینؑ سفر کر رہے ہیں) اور مسلمان جنوں کی فوجیں حاضر ہوئیں اور یک زبان ہو کر عرض کیا اے ہمارے سردار ہم آپ کے شیعہ اور مددگار ہیں ہم کو جو حکم ہو اُس سے مامور کیجئے

اور جو چاہتے ہوں (وہ فرمایئے) اگر ہم کو آپ حکم دیں کہ ہم آپ کے تمام دشمنوں کو قتل کر دیں اور آپ اپنی جگہ پر رہیں تو یہ ہو سکتا ہے امام نے ان کو دعا دی اور ان سے فرمایا کہ تم نے خدا کی کتاب میں جو میرے نانا پر اُتری کیا نہیں پڑھا ہے۔ تم جہاں بھی ہو موت پہونچکر رہے گی اگرچہ تم محفوظ قلعوں میں بھی کیوں نہ ہو (میں اپنی جائے قیام ہی پر رہوں تو اس امتحان (عظیم) میں کون مبتلا ہوگا اور کس کو صبر و شکیب وغیرہ کی منزل پر) جانچا جائیگا اور میری قبر میں کون سوئے گا اس کو تو خدا نے زمین بچھائے جانے کے دن سے میرے لئے چُن لیا ہے اور میرے شیعوں کے لئے ایک قلعہ قرار دیا ہے اور وہ اُن کے لئے دُنیا و آخرت میں امان ہے لیکن تم میری راحت کے دن بروز عاشورہ جس دن کے آخر میں مجھے قتل کیا جائے گا آنا اور میرے بعد میرے اہلبیت اور اولاد اور بھائیوں میں (بجز سیّد الساجدینؑ) کوئی نہ بچے گا اور میرے سر کو یزید کے سامنے لایا جائے گا جنوں نے عرض کیا کہ اے خدا کے پیارے اور اُس کے حبیب کے فرزند اگر آپ کی اطاعت واجب نہ ہوتی اور مخالفت روا ہوتی تو کربلا میں پہونچنے سے پہلے تمام دشمنوں کو آپ کے ہم قتل کر دیتے۔

لو واللہ افواج مسلمی الجن فقالوا یا سیدنا الخ (بحار الانوار) جلد عاشر طبع ایران ص ۱۳۱

یا تو اظہار عقیدت پر شکر یہ ادا کر رہے تھے مگر ارادہ کی بلندی میں اقتدار امامت پر برتری لازم آتی تھی اس لئے فرمایا۔ لحن واللہ اقدر علیھم منکم ولکن لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حیّ عن بینۃ خدا کی

قسم میں تم سے زیادہ مدافعت میں قادر ہوں نتائج اس گفتگو سے پہلا امر تو یہ ثابت ہے کہ شہادت حسینؑ سے پہلے بنی جان میں اضطراب کی لہر دوڑ چکی تھی اور امام کا مدینہ سے نکلنا ان کی بےچینی کا آغاز تھا دوسرے امام کی طرف سے اس وقت نصرت قبول نہیں کی گئی اور وہ بحکم عدل والانصاف قتل المؤذی قبل الایذا پر عامل نہ تھے وقت کا انتظار تھا فلسفہ انتقام کو ان سے بہتر کون سمجھ سکتا تھا اگرچہ جرم سے پہلے سزا روا ہوتی تو ابن ملجم نہروان کی گرفتاری میں تہ تیغ ہوتا مگر خانوادہ رسالت سے ارتکاب قبیح نہیں ممکن اسی نظریہ پر مظلوم کربلا بھی باقی ہیں لیکن عشرہ کے دن ان افواج کو دعوت دیتے ہیں تاکہ وہ بھی مظلومیت اور بےچینی کی تصویر دیکھ لیں۔ لکن تحضر من یوم السبت وھو یوم عاشور الذی فی آخرہ اقتل الخ تم ہفتہ کے دن جس روز عاشور ہوگا آنا یہی وہ دن ہوگا جس کے آخر میں قتل کیا جاؤں گا۔ لغت میں سبت کے معنے راحت کے ہیں (معجم الطالب ص۱۹۱ طبع لبنان سنہ ۱۹۰۷ء) جبکہ یہ معلوم ہے کہ شہادت حسینؑ جمعہ کے دن ہوئی ممکن ہے کہ یہ ترجمہ صحیح نہ ہو اور مراد یہ ہو کہ میری راحت کے دن آنا شہادت ظالم و مظلوم دونوں کے نقطۂ نظر سے راحت تھی۔ تقاضائے صبر تھا کہ چہرہ کا رنگ چمکتا جائے کلّما اشتد الامر بشرق تو نہ حقیقت ہے اور مصیبت کو راحت سمجھنے والی حسینؑ کی ذات ہے سنگدل پسر سوز نے بھی کچھ ایسا ہی کیا ہے شہادت حسینؑ کے وقت مجلسی علیہ الرحمہ کا بیان ہے فقال عمر ابن سعد لرجل عن یمینہ انزل ویحک الی الحسینؑ فارحہ (بحارالانوار جلد ۱۰ ص۱۹۷) عمر بن سعد نے جو مرد اس

کے داہنی طرف کھڑا تھا کہا کہ گھوڑے سے اتر تجھ پر وائے ہو حسینؑ کو راحت دے۔ امام کے حکم کی تعمیل رعیت پر واجب ہے چنانچہ اس ارشاد کے بعد دسویں محرم کو جنوں کا حاضر ہونا قطعی ہے اور بنی جان کا ماتم امامت کا وہ ہمہ گیر اثر ہے جس پہ امام زین العابدین علیہ السّلام شام کے بھرے ہوئے دربار میں فخر کرتے تھے۔ انا ابن من ناحت علیہ الجن فی الارض والطیر فی الھواء (ناسخ التواریخ ص۳۹۶) میں اس کا فرزند ہوں جس پر جنوں نے زمین میں اور پرندوں نے فضا میں نوحہ کیا کچھ تعجب نہیں اگر ان ہمدردی کرنے والوں میں زعفر نامی کوئی جن ہو۔ اہلسنّت کے مفکر نیاز فتحپوری جو عصر حاضر کے سب سے بڑے مجدد پسند اہل قلم سنہ ۱۹۳۵ء جو ادبی و تاریخی جریدہ "جن" لکھنؤ سے جاری کیا تھا اس کی ادارت میں زعفر جن کا نام پردہ خفا میں نہیں رکھ سکے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اس روایت سے انکار کیا جائے زعفر کی روایت جن سلسلوں سے ثابت ہے ان میں بعض یہ ہیں (۱) تاریخ روضۃ الشہداء کاشفی (۲) اسرار الشہادت آقائے دربندی (۳) مہیج الشہادت میں فرزند رسولؐ کا پہلا قدم شاندار مستقبل کا پتہ دیتا ہے یا مرد بہادری کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوگا کہ جب مجاہدین راہ خدا کا قافلہ مدینہ سے چلا اور جنوں کی فوج سامنے آئی اور اپنے خدمات پیش کئے تو مستقل مزاج امام نے ان کو واپس کیا ظاہر ہے کہ اس وقت جنوں کے لشکر کو پلٹا دینا کوئی بڑی بات نہ تھی پسینہ پہ خون گرا دینے والے عزیز و انصار ساتھ ہیں گو مدینہ چھوٹ رہا ہے مگر بھائی بھتیجے بھانجے یکجا ہیں جس منزل پر اترتے ہیں بنی ہاشم کا جھرمٹ ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ یہی ہے اسی طرح راہ ذہاب

ملے کی اور جب کربلا میں پہونچکر یکہ و تنہا رہ گئے اس وقت بھی لادے میں
تنزلزل نہ ہو اور جنوں کی مدد سے انکار کیا یہ وہ وقت تھا کہ حرم محترم اور کچھ دیر کے
بعد یتیم ہو جانے والے بچوں کا خبر گیر کوئی نہیں ہے سکینہ کی اشکباری سے صابر
باپ کا دل جل رہا ہے مگر وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے خیمے میں روتا چھوڑ کر باہر
چلے آتے ہیں اور چپ دراس تنہائی اور بیکسی کے سوا کچھ نہیں ڈیوڑھی پر سناٹا ہے جس
خوش الحان جوان نے صبح عاشورہ کے سہانے وقت میں بلند آواز سے اذان دی
تھی وہ بھی نظر نہیں آتا موذن ہے نہ نمازی تپتی ہوئی زمین پر تیمم کے نشان اور
سجدوں کے آثار بھی اڑتی ہوئی گرد   رکھے ایک رکعت میں ختم قرآن کرنے والے
حفاظ متجسسانہ نظریں ڈالنے کے بعد بھی نہیں ملتے نہ علم کا پھریرا سر پر لہرا رہا ہے اکیلے
دھوپ میں کھڑے ہیں اور جابجا زمین پر شہیدوں کے خون کی چھینٹیں پڑی ہیں اگر
انسان کامل نہ ہوتے تو اکبرؑ جیسے کے بعد آنکھوں کی بصارت رخصت ہو جاتی عباسؑ
ایسے برادر کے بھائی کے بعد کمر کا سیدھا ہونا دشوار تھا جن ہاتھوں پر بے شیر دم توڑ کر
مرجائے ان کو مرتعش ہو جانا چاہیئے تھا مگر زخمی بازو میں اتنی طاقت ہے کہ
امت کے ڈوبتے ہوئے بیڑہ کو نکال لیا بیکسی کا یہ عالم ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ
ان خاکی نژاد انسانوں کے نام نہاد انسانیت پر اظہار نفرت کرتے ہوئے اپنے خدمات
پیش کر رہا ہے اور ادھر سے نہیں کے سوا ہاں سے لب آشنا نہیں ہوتی ملا حسین واعظ
کاشفی کی تحریر ملاحظہ ہو۔ اس سلسلہ میں ملا بیان شاہزادہ میخواست کہ حملہ
کنند گا گرد نے غبارے پدید آوار چنانچہ بیکسیں رانمی دید مقاران ایں حال شخصے
مہیب باشکلے عجیب برمرکبے نشستہ کہ سرد و تنش و تن اسپ می بالست ویائش

شاہ ابہ خبر او وحش امیر المومنین حسینؑ آمدہ و سلام کرد بدیں عبادت گفت
السلام علیک و علی جدک و ابیک امیر المومنین حسینؑ جواب سلام او باز داد
گو تو چہ کو رے کہ بحث کردر چنین وقتے بر مظلومان بے چارہ و غریباں آوازہ
سلام [illegible] گفت ای رسول اللہ من بہتر پیمانم و مولائے آخر الزمانم و جاکر
شا ہیمانم مرا از زعفر [illegible] بیگو بند و شکر من در بیان امت بدرت وقتے کہ
بجاہ [illegible] آمدہ دلوں را بضرب ذوالفقار مسلمان ساخت پدر مرا برایشان
مرتبہ امت دادو بعد فوت پدر من ہمہ در فرمان من آمدہ دستورے تا با لشکر
خود بیایم و مارا زیں قوم برآرم بیت

دوستاں را شاد گردانم بتوفیق خدا
دین ستمگاران سرکش را و انداز م زیا

امیر المومنین حسینؑ گفت اے زعفر خدمات نیکوئی فرودہ ہادو شمارا دستورے
قتل رو میاں نیست ازانکہ شما بلطفیند ایشاں شمارا نہ بینند و شما ایشاں را
بینید و بکشید این ظلم باشد مانا آنکہ ملائکہ در حرب بدر و حنین نزد جدم آمدہ با کفار
حرب کردند بحکم خدائے بود تو ما زگرد ما بدل خود معاد و ستکن زعفرا اے
پیہ ما خود البصورت ایشاں نمایم و حرب کنم اگر از قوم ما ہم بکشید راہ تو باشم
امیر المومنین حسینؑ فرمود کہ جزاک اللہ خیرا یا زعفر دلم از زندگانی دنیا
سیر شدہ و حد ظلم المنایا دیدہ ام کہ من امروز بلقائے پروردگار خود خواہم
رسید تو برائے خاطر باز گرد و متعرض این قوم مشو زعفر باز و فی الحال غبار
فرو نشست (روضۃ الشہدا صفحہ ۲۲۸ مخطوطات) واعظ کاشفی اہلسنت

کے جلیل عالم ہیں ان کے مواعظ اور کتاب کی مقبولیت طبقات الانوار کے مطالعہ سے واضح ہو سکتی ہے اس کتاب کے عربی اور ترکی نظم و نثر میں تراجم ہو چکے ہیں اس عبارت میں سنّی مصنف نے اپنے مذہبی نقطۂ نظر سے حضرت سیّد الشہدا روحی فداہ کو بار بار امیر المومنین حسینؑ کہا ہے ہم عبارت مذکور کا حاصلِ مضمون پیش کرتے ہوئے امام کے لفظ سے یاد کریں گے شاہزادہ نے چاہا کہ حملہ کریں یکایک ایک گرد بلند ہوئی ساتھ ہی اس کے عجیب شکل کا ایک مہیب صورت شخص سامنے آیا جس کی سواری از سرتا کمر گھوڑے کی طرح اور قدم شیر کے پیروں سے ملتے ہوئے تھے۔ یہ گفتگو شروع ہوئی۔ میرا سلام ہو آپ پر اور آپ کے نانا اور باپ پر امام حسینؑ (سلام کا جواب دیتے ہوئے) اے نیک بخت تو کون ہے جو ایسے وقت میں ایک مظلوم اور بیچارہ وتدبیر سلام کرتا ہے۔

سوار۔ اے رسولؐ کے فرزند میں جنات کا حاکم اور پیغمبر آخر الزماں کا غلام شاہِ مرداں کا (ادنیٰ) خادم ہوں مجھ کو زعفر زاہد کہتے ہیں میری ساری فوج جنگل میں حاضر ہے آپ کے والد ماجد نے جس وقت بیر الالم میں اتر کر جنات کو ضرب ذوالفقار سے مسلمان کیا میرے ہی باپ کو ان پر حاکم بنایا تھا باپ کے مرنے کے بعد سے تمام جنّات میرے محکوم ہیں اجازت دیجیے کہ میں اپنی فوج لے کر اس قوم کی روحیں جسموں سے کھینچ لوں۔

امام۔ اے زعفر خدا تجھے نیکی کی جزا دے بنی آدم کے قتل کے لئے کبھی ہاتھ نہ اٹھانا تم اجسام لطیفہ ہو وہ تم کو دیکھ نہیں سکتے اور تم انھیں دیکھتے

ہو ان کو قتل کرنا بڑا ظلم ہے اب رہا یہ امر کہ فرشتہ بدر و حنین میں میرے نانا کی امداد کو آئے تو اس وقت کفار سے لڑائی تھی اور حکمِ خدا بھی تھا تم کو (ابھی) یہاں سے اپنی جگہ پر چلا جانا چاہیئے۔

زعفر۔ (مایوس ہو کر) اے میرے سردار یہ ہو سکتا ہے کہ ہم آدم زاد کی صورت میں ان سے لڑیں جو ہم میں سے مارا جائے گا وہ آپ کے راستہ میں شہید ہو گا۔

امام۔ جزاک اللہ خیرا تم میری خاطر سے پلٹ جاؤ اور خبردار اس قوم سے تعرض نہ کرنا زعفر پلٹ جاتا ہے اور وہ اٹھتی ہوئی گرد فرو ہو گئی اگر اس گفتگو کو نظرِ تعمق سے دیکھا جائے تو یزیدیوں کی وحشت اور بربریت کا صحیح خاکہ نظروں کے سامنے آجاتا ہے سلام مذہب اسلام کی سنت ہے افسوس ہے کہ مظلوم کربلا کے ساتھ دشمن اس رسم اسلامی کے برتنے پر بھی تیار نہ تھے جب کہ زعفر کے سلام کرنے پر آقائے نامدار کو تعجب ہوا یہاں سے بنی امیہ اور بنی ہاشم کی ذہنیت کا موازنہ ہوتا ہے کہ وہ رسولؐ کے فرزند کو لائق سلام بھی نہیں سمجھتے اور فرزندِ رسولؐ العقول رواداری سے کام لیتے ہیں انھیں نہیں گوارا کہ جنوں کی تلوار کے سامنے بنی آدم لائے جائیں انصاف اس کو کہتے ہیں عدالت اس کا نام ہے۔ اس واقعہ کی یادگار میں عراق کی مقدس سرزمین پر طاق جن بھی موجود۔ سفرنامہ دار السلام میں اس کا یوں ذکر ہے۔

زعفر جن اور منصور ملک دو سر گروہ
آئے تھے عشرہ کو بہر کار زار کربلا !

کے جلیل عالم ہیں ان کے مواعظ اور کتاب کی مقبولیت طبقات الانوار کے مطالعہ سے واضح ہو سکتی ہے اس کتاب کے عربی اور ترکی نظم و نثر میں تراجم ہو چکے ہیں اس عبارت میں سنّی مصنف نے اپنے مذہبی نقطۂ نظر سے حضرت سیّد الشہدا روحی فداہ کو بار بار امیر المومنین حسینؑ کہا ہے ہم عبارت مذکور کا حاصلِ مضمون پیش کرتے ہوئے امام کے لفظ سے یاد کریں گے شاہزادہ نے چاہا کہ حملہ کریں یکایک ایک گرد بلند ہوئی ساتھ ہی اس کے عجیب شکل کا ایک مہیب صورت شخص سامنے آیا جس کی سواری از سرتا کمر گھوڑے کی طرح اور قدم شیر کے پیروں سے ملتے ہوئے تھے۔ یہ گفتگو شروع ہوئی میرا سلام ہو آپ پر اور آپ کے نانا اور باپ پر امام حسینؑ (سلام کا جواب دیتے ہوئے) اے نیک بخت تو کون ہے جو ایسے وقت میں ایک مظلوم اور بیچارہ و تدبیر سلام کرتا ہے۔

سوار۔ اے رسولؐ کے فرزند میں جنات کا حاکم اور پیغمبر آخر الزماں کا غلام شاہ مرداں کا (ادنیٰ) خادم ہوں مجھ کو زعفر زاہد کہتے ہیں میری ساری فوج جنگل میں حاضر ہے آپ کے والد ماجد نے جس وقت بیر الالم میں اُتر کر جنات کو ضرب ذوالفقار سے مسلمان کیا میرے ہی باپ کو اُن پر حاکم بنایا تھا باپ کے مرنے کے بعد سے تمام جنات میرے محکوم ہیں اجازت دیجئے کہ میں اپنی فوج لے کر اس قوم کی روحیں جسموں سے کھینچ لوں۔

امام۔ اے زعفر خدا تجھے نیکی کی جزا دے بنی آدم کے قتل کے لئے کبھی ہاتھ نہ اٹھانا تم اجسام لطیفہ ہو وہ تم کو دیکھ نہیں سکتے اور تم انھیں دیکھتے

ہو ان کو قتل کرنا بڑا ظلم ہے اب رہا یہ امر کہ فرشتہ بدر و حنین میں میرے نانا کی امداد کو آئے تو اس وقت کفار سے لڑائی تھی اور حکم خدا بھی تھا تم کو (ابھی) یہاں سے اپنی جگہ پر چلا جانا چاہیئے۔

زعفر۔ (مایوس ہو کر) اے میرے سردار یہ ہو سکتا ہے کہ ہم آدم زاد کی صورت میں ان سے لڑیں جو ہم میں سے مارا جائے گا وہ آپ کے راستہ میں شہید ہوگا۔

امام۔ جزاک اللہ خیرا تم میری خاطر سے پلٹ جاؤ اور خبردار اس قوم سے تعرض نہ کرنا زعفر پلٹ جاتا ہے اور وہ اُٹھتی ہوئی گرد فرو ہو گئی اگر اس گفتگو کو نظر تعمق سے دیکھا جائے تو یزیدیوں کی وحشت اور بربریت کا صحیح حال ناظروں کے سامنے آجاتا ہے سلام مذہب اسلام کی سنت ہے افسوس ہے کہ مظلوم کربلا کے ساتھ دشمن اس رسم اسلامی کے برتنے پر بھی تیار نہ تھے جب کہ زعفر کے سلام کرنے پر آقائے نامدار کو تعجب ہوا یہاں سے بنی امیہ اور بنی ہاشم کی ذہنیت کا موازنہ ہوتا ہے کہ وہ رسولؐ کے فرزند کو لائق سلام بھی نہیں سمجھتے اور فرزند رسولؐ العقول رواداری سے کام لیتے ہیں انھیں نہیں گوارا کہ جنوں کی تلوار کے سامنے بنی آدم لائے جائیں انصاف اس کو کہتے ہیں عدالت اس کا نام ہے۔ اس واقعہ کی یادگار میں عراق کی مقدس سرزمین پر طاق جن بھی موجود۔ سفر نامہ دار السلام میں اس کا یوں ذکر ہے۔

زعفر جن اور منصور ملک دو سر گروہ
آئے تھے عشرہ کو بہر کار زار کربلا !

نصرت جن و ملک شہ نے نہ فرمائی قبول
ہیں یہ دو اپنی جگہ پر سوگوار کربلا

دار السلام صفحہ ۱۹ مطبوعہ اثنا عشری لکھنؤ ۱۳۱۴ھ

دوسرا بیان موعظ کی ایک مشہور کتاب جو عہد مرحوم واجد علی شاہ مطبع سلطانی میں چھپی ہے ملاحظہ ہو۔

در تہیج الشہادۃ اخوند ملا جعفر استرابادی از زبان ثقات نقل کرد کہ مردے گفت کشتی او در دریا شکست و من خود را بر تختہ گرفتہ بجزیرہ افتادم دراں جزیرہ آواز گریہ شنیدم خود را بآنطرف رسانیدم دیدم مردے سیاہ عظیم الجثہ نشستہ موہائے سر بر صورت ریختہ و رشتہ نشاطش پیوستہ بصورت حزیں یا حسینؑ می گوید و می نالد گفتم ترا بخدا در اینجا بہر چیستی گفت زعفر جن ام گفتم کہ در روایات دیدہ ام کہ کربلا رفتہ بودی گذارش را با من بگوئی گفت چوں حضرت را شہید یافتم عیال و اطفال خود را بر داشتم و از کوفہ تا شام ہمراہ آل خیر الانام رفتم ہر گاہ کہ سپاہ یزید بدم سیلی دختر شاہ شہید میزند طفل من صورت خود را بدم سیلی میگرفت و چوں کعب نئی بشانہ دختران علیؑ میزند و من کتف خود را پیش میکرد و آں ضرب را بخود میخرید و ہر وقت تازیانہ سید سجادؑ میزدند من تازیانہ را بشانہ خود میخریدم و اکنوں من از سلطنت گذشتہ ام و دریں جزیرہ مقیم گشتہ ام۔ ہر شب جمعہ از اقوام من می آیند و عزائے مولیٰ می نمایند و در ایام عاشورہ شب علی مرتضیٰ تشریف می آورد با سر برہنہ و لباس سیاہ تا بصبح در عزا قیام می نماید و وعدہ بہشت

بگفت و از نظرم نہاں گشت (لسان الواعظین حاج شیخ محمد علی بالحسن نجفی مطبوعہ علی بخش خان)

تہیج الشہادۃ میں اخوند ملا جعفر استرابادی نے بعض قابل اعتماد لوگوں سے نقل کیا ہے کہ ایک مرد کہتا ہے میری کشتی دریا میں ٹوٹ کر غرق ہو گئی اور مجھے ایک تختہ کے سہارے نے جزیرہ میں پہنچا دیا وہاں پہنچ کر رونے کی آواز سنی جب اس کے قریب پہنچا دیکھا کہ ایک بہت بڑے قد و قامت کا سیاہ فام شخص بال چہرہ پر پریشان کئے ہوئے راحت و آرام کو خیر باد کہہ کر بڑے ہی درد کے لہجہ میں یا حسینؑ کہتا ہے اور آنسو بہاتا ہے میں نے کہا تجھے قسم ہے خدا کی تو کون ہے اور یہاں کیوں رہتا ہے اس نے کہا میں زعفر جن ہوں میں نے کہا روایتوں میں دیکھا تھا کہ تم کربلا گئے تھے کچھ وہاں کا حال مجھ سے بیان کرو زعفر نے کہا جب میں نے حضرت کو شہید پایا تو اپنے عیال و اطفال کو ساتھ لے جا کر کوفہ سے شام تک اسیران آل محمدؐ کے ساتھ رہا اور جب فوج یزید شاہ شہید کی دختر کو طمانچے لگاتی تھی تو میں اپنے بچہ کے رخسار پر طمانچہ لگواتا تھا اور جب شاہزادیوں کے دوش مبارک چوب نیزہ سے اذیت دینے کی بے ادبی کرتی تھی تو میری ماں اپنے دوش پر نیزہ کی ضرب سے شریک غم ہوتی تھی اور تازیانہ سید سجادؑ پر پڑتا تھا تو میں اپنے جسم پر زخم پہونچنے میں پیش دستی کرتا تھا میں (اس غم میں) سلطنت چھوڑ چکا ہوں اور اس جزیرہ میں ٹھہرا ہوا ہوں ہر شب جمعہ کو میری قوم یہاں جمع ہوتی ہے اور مجلس میں مدد پہنچاتے ہیں اور عشرہ کے دنوں میں خود حضرت امیر بالباس سیاہ ننگے سر تشریف لاتے ہیں اور صبح

ہولے ہے فرمایا تم قوم جن ہو۔ یہ لوگ انسان ہیں تم انھیں دیکھ کر قتل کردو گے زعفر نے کہا بعد میں فرشتے بھی تو دکھائی نہ دیتے تھے فرمایا وہ حکم خدا سے آئے تھے اور تو صرف میری محبت میں آیا ہے زعفر نے کہا حکم دیجئے تو بصورت انسان جنگ کریں فرمایا قلم قدرت چل چکا ہے اور میں کسی طرح نہ بچوں گا زعفر نے کہا اگر یہ منظور نہیں تو حکم دیجئے کہ میں اہلبیت کو مدینہ بحفاظت پہونچا دوں فرمایا مقدر میں یہی ہے کہ میرے بعد یہ لوگ اسیر ہوں اور قید کی سختیاں اٹھائیں اے زعفر تو پھر جا اور توقف نہ کر کہ اب جو حال میرا ہونیوالا ہے تجھ سے دیکھا نہ جائے گا زعفر سامنے سے ہٹا اور رکاب پر بوسہ دے کر مع لشکر واپس ہوا مگر مجھ میں طاقت رفتار باقی نہ تھی قتل گاہ میں ٹھہر گیا اس کے بعد جن نے شہادت علی اصغرؑ اور ماہ پارہ کا دفن کرنا اور شمع امامت گل ہونا بیان کیا اور روتے روتے غش کر گیا۔

چوتھا بیان اور طالب علم کی ترجمانی

روایت زعفر میں جس روایت کو غیر معمولی شہرت حاصل ہے وہ یہ ہے کہ ایک طالب علم اپنی جگہ زعفر کو ملامت کیا کرتا تھا کہ اس نے نصرت امام میں کوتاہی کی رات کو کسی نے دق الباب کیا اور آنے والے نے بتایا کہ میں زعفر ہوں مجھ سے گمان ہے کہ میں نے نصرت امام میں کوتاہی کی۔ خدا کی قسم تیرا گمان غلط ہے آگاہ ہو کہ جس وقت میں نے سُنا کہ امامؑ فوج دشمن میں گھر گئے ہیں ساری فوج لے کر کربلا پہونچا دیکھا کہ قوم جن کے بڑے بڑے قبیلے اور سلاطین مع اپنی فوج کے حاضر ہیں ان کی کثرت کے سامنے میرے لشکر کی

کچھ حقیقت نہ تھی اور سارا میدان کربلا بھرا تھا کہیں رائی کے دانہ کی جا بھی جگہ نہ تھی اور زمین سے آسمان تک ملائکہ اور جن صف بستہ تھے اور سب بالحاح وزاری اذن جنگ طلب کرتے تھے اور متمنی جہاد تھے۔ میں پہاڑ فرنج پر تھا اور ہجوم ملائکہ وجن نے سامنے آنیکی جگہ نہ تھی دور سے سلام کیا حضرت نے جواب سلام دے کر ہم سب کے جواب میں فرمایا۔ جزاکم اللہ خیرا میں اپنے نانا کے خلاف حکم نہیں کرسکتا تم اپنے اپنے مقام پر پلٹ جاؤ ہم سب پلٹے اور بعد شہادتِ عظمیٰ میں نے اپنے ذمہ یہ خدمت لی تھی کہ جب بچہ پشت شتر کرتا تھا تو اس کو بحفاظت پھر اونٹ پر سوار کراتا تھا

پانچواں بیان کتبخانہ مشہد رضوی کی تحریر

ارباب شعر و سخن میں بھی بعض ایسے محتاط گذرے ہیں جو بحوالہ سلسلۂ نظم شروع کرتے ہیں چنانچہ میاں عشق مرحوم کا ایک مرثیہ جس کا مطلع یہ ہے۔ ع

عروج اے مرے پروردگار دے مجھ کو

جلد دوم مطبوعہ مطبع منشی نولکشور سنہ ۱۳۰۱ھ صفحہ ۱۴۲ پر طبع ہوا ہے اس مرثیے میں بیانِ زعفر شاعر نے یوں حوالہ دیا ہے ؎

بیاں کرتے ہیں یہ حال ایک دین پرور — کہ عالم متحیر تھے وہ خستہ سیر
جہاں بیان خراسان جو سال گذر — کتاب آئی کتبخانہ رضا میں نظر

فسانہ غم و رنج و ملال لکھا تھا ۔۔
یہ اس کتاب میں زعفر کا حال لکھا تھا

یہ مرثیہ ۱۲۸ بند کا ہے اور اس میں اُسی زائر شکستہ خاطر کا
ذکر ہے اور جو جگہ بسوز روایت گزشتہ عبارات میں درج کیے گئے معمولی
اضافے کے ساتھ سب یکجا ہیں کسی نظم کلام کو دیکھ کر صحیح فیصلہ تو ناممکن ہے کہ
واقعہ کس قدر ہے اور تخیل شاعری کس قدر ہے لیکن جہاں سیاق و سباق
سے واضح ہوتا ہے اس بیان میں حسبِ ذیل پہلو نمایاں ہیں (۱) جب زائر نے اُس
مرد پیر کو جزیرہ میں مغموم و محزون دیکھا تو اس کی سیرت یہ تھی ہے

حسینؑ خاک پہ اُنگلی سے لکھ کے وہ مضطر   مثالِ ابر یہ رویا زمیں ہو گئی تر

(۲) زعفر کو جب خبر مصیبت پہونچی تو وہ جشن کا دن تھا۔

وہ میرے جشن کا دن تھا موافق معمول   و امور سلطنت و انبساط میں مشغول

(۳) زعفر جب پہنچا تو لاتعداد ملائکہ فرشتہ سحاب فرشتہ ہوا وغیرہ وغیرہ
اپنے خدمات پیش کر رہے تھے اور مقام مسیب سے فوجیں نظر آ رہی تھیں

جنود جن کو لیے صورت ہوا پہنچا   مگر قریب مسیب کے جب میں جا پہنچا

(۴) پیمبران ما سلف اصحاب کہف کساد کے ہجوم میں ایک گام بڑھنے کی جگہ نہ
تھی دور سے سلام کیا اور اذن حضور میں چاہا کہ سبھوں سے یہ سلطاں فیض گستر

کھڑا ہے دور پریشان راہ دوسر کو   ہمارے پاس بلا لو وہاں سے زعفر کو

(۵) جب زعفر کو اذن جہاد نہ ملا تو ارواح (علیؑ و فاطمہؑ و رسولؐ) کو وسیلہ
قرار دیا ادھر سے جواب ملا۔

سُنا جس امر میں یہ خوش رہیں وہی کرنا   امام وقت ہیں جو کہیں وہی کرنا

زعفر نے جواب دیا۔

[illegible] غلام نہ اس وقت کام آئے گا   ہنسیں گے لوگ جہاں میرا نام آئے گا

[illegible] والدہ دیکھ کر مظلوم کربلا نے زعفر کو مقتل شہدا میں لاکر عملاً بتایا کہ ایسے
ایسے خوش جمال عزیز و اقربا کے بعد زندگی ہیچ ہے زعفر واپس ہوا۔
(۶) حکم امام کی تعمیل کے بعد پھر اسر دائر ہوا ترک واجب میں اور جب ماں نے
یہ دیکھا کہ بیٹا بے نیل و مرام واپس ہوا تو حکم مادری سے مجبور کیا کہ اب مجھ کو
ساتھ لے کر چل یہ وہی اعلیٰ جذبۂ عقیدت تھا جو کربلا کی عورتیں دل میں رکھتی
تھیں اور جن کو سامنے رکھ کر امامؑ حقوق مادری کا احترام کر کے اذن جہاد
دیتے تھے زعفر بھی سمجھا کہ میں اب کامیاب ہوں گا۔

پھر حضور امام یہ حکم دے کے چلا   تمام اہل و عیال اپنے ساتھ لیکے چلا

[illegible] میں شہادت عظمیٰ کی خبر سُنی۔ زنگاری خیمہ کو جلتے ہوئے دیکھا جھکے ہوئے
ستون اٹھتا ہوا دھواں گرے ہوئے پردے فلک نما شعلہ دیکھے مادر زعفر
[illegible] سر ہو کر ملیا مگر یہ جناب زینب کے قدموں پر گری زعفر سید سجاد کے پائے
مبارک چومنے لگا اور پھر امام ابن امامؑ اذن جہاد طلب کیا امام زین العابدین نے
صبر کی ہدایت کی اور سرفروشی کے عوض میں مجلس عزا برپا کرنے کا حکم دیا
زعفر کا آخری بیان ہے۔

[illegible] کہتا ہوا حسینؑ حسینؑ   شروع میں نے یہ نوحہ کیا حسینؑ حسینؑ
[illegible] آئی صدا حسینؑ حسینؑ   جب سے ہی درد ہے صبح و مسا حسینؑ حسینؑ
[illegible] بیقرار ہوتا ہوں   یہ نام اس لیے لکھتا ہوں اور روتا ہوں

یہ تھے زعفر جن کی روایات پر وہ مختصر معلومات جس کو اس نمبر میں پیش کیا گیا

اور الحمد اللہ کہ گذشتہ اشاعت کا وعدہ پورا ہوا اب چند فوائد بھی قابل
غور ہیں۔

نیاز فتحپوری کی تائید

عصر حاضر کے مشہور اہل قلم نیاز فتحپوری مدیر نگار
نے اپنی ادارت میں ۱۹۳۵ء جو علمی جریدہ "جن" نامی
جاری کیا تھا اس میں ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس سی۔ آئی۔ ڈی الٰہ آباد کے ذکر
میں لکھا ہے کہ اُن کے تحقیقات ان مسائل میں زبردست ہیں اور ان میں اتنی
صلاحیت پیدا ہوگئی ہے کہ زعفر جن کو بلا کر کربلا کے واقعات خود انکی زبان سے سنے
(رسالہ جن لکھنؤ بابت ماہ مئی جلد ۱ نمبر ۸ صفحہ ۲۴) اسی طرح ۲۳ صفر ۱۳۶۸ھ
کو مجھ سے بعض مومنین نے بیان کیا کہ عہد شاہی زمانہ نواب امین الدولہ بہادر وزیر
اودھ کے مصاحبین میں ایک عامل تھے جنہوں نے اپنے حلقۂ احباب میں بعض
لوگوں کے اصرار پر اس جن کو حاضر کیا تھا جو واقعہ کربلا میں حاضر تھا اور کربلا کے
جگر پاش حالات میں وہ صرف اس قدر کہہ سکا کہ میں شہادت حضرت علی اکبرؑ
کے وقت تک موجود تھا مظلوم کربلا پر جو مصیبتیں پڑیں ان میں صرف ایک شمہ مجالس
میں بیان ہوتا ہے اور لوگ اس سے باخبر ہیں کتنے مصائب ایسے ہیں جو پردۂ
خفا میں ہیں اور اُن کی نشر و اشاعت نہیں ہوئی۔

مخالفین گریہ سے خطاب

اس واقعہ کو میں نے اپنے روزنامچہ اور حالات
زندگی موسوم بہ سفینۂ حیات جلد ششم صفحہ ۱۱۴
مخطوطات میں نقل کیا ہے یہ بھی طے ہے کہ شہادت عظمیٰ کے ذکر میں جن و انس
ہم صفیر ہیں۔ جنوں میں ولولۂ نصرت اسلامی نقطۂ نظر سے قرآن و حدیث تاریخ

و سیر کے گزشتہ اقتباسات نے ثابت کر دیا ہے اور مزید تبصرہ کی ضرورت
نہیں و مقتل الشہداء کا جن کا حوالہ اسی نقطۂ نظر سے ہے کہ اسی اسلامی
الفاظ میں کتاب کی حیثیت رکھتی ہے پھر بھی اگر مظلوم کربلا کے غم میں آنسو بہانا
امام علیہ السلام پر بار ہو اور وہ گریہ و بکا کو بدعت اور جنوں کے ماتم کو
افسانہ کہیں تو ان کی صدائے احتجاج نقش بر آب ہے چند وجوہ سے (۱) جن و
انس میں اتحاد کا نہ ہونا قطعی فیصلہ ہے اور یہ تسلیم ہے کہ جن نوع بشر کو ہمہ
وقت نقصان پہونچانے کے لئے تیار ہے لیکن جن کو مسافر سے ہمدردی ناقابل
انکار ہے حدیث میں ہے۔ من ضل منکم فی سفر فلینادِ یا صالح
[illegible] فان فی اخوانکم من الجن ..... جنیا اذا سمع الصوت
اجاب (فضائل بادیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۹ ایران و مسند طبرانی) تم میں جو سفر کی
حالت میں بے راہ ہو جائے تو وہ پکارے یا صالح میری مدد کرو تمہارے برادران
جن میں سے ایک جن جواب دے گا بنا بریں جب امام مظلوم پکاریں اور وہ
[illegible] اگر امام حسینؑ ایسے غریب و بے وطن، کے بغیر پکارے ہوئے لبیک
کہا ہو تو کیا تعجب ہے (۲) بزرگان دین کے غم میں جنوں کا ماتم ثابت ہے
اور اس کے حوالہ دینے میں یہ مضمون کتاب ہو جائے گا اس لئے صرف
اس قدر عرض کر کے موضوع کو ختم کیا جاتا ہے کہ عز الدین ابو الحسن علی
ابن عبد الکریم جزری نے حضرت عمر کی وفات کے سلسلہ میں [illegible]
[illegible] خلیفہ دوم پر جنوں کا اشکبار رہنا تسلیم کیا ہے اگر جن عمر
پر گریہ کر سکتے ہیں تو پارۂ جگر رسولؐ پر بھی نوحہ کریں گے اور کسی جن

عزاء کو نکتہ چینی کا حق نہ ہوگا اسد الغابہ چھاپ مصر سنہ ۱۲۸۶ھ جلد ۴ صفحہ ۴۲ میں عزائے حضرت عمر میں جنوں کا شریک ہونا موجود ہے۔

اظہارِ حقیقت

ایک محترم ناظر رسالہ نے اپریل سنہ ۱۹۴۶ء کا ماہنامہ البیان جلد ۷ عدد ۳ دیتے ہوئے جو دفتر میں موجود ہے خواہش کی تھی کہ عصر حاضر میں تہذیب جدید جنوں کے وجود سے انکار کرتی ہے اور افاضل اہلسنت کا ایک بسیط مضمون اس پرچہ میں شائع ہوا ہے اگر وہ نظریہ صحیح ہے تو پھر بیر العلم میں حضرت علیؑ کے فتوحات اور زعفر جن کی روایت بے بنیاد ہوتی ہے محرم کا زمانہ تھا اور میں نے الواعظ محرم نمبر میں صرف روایت زعفر کو شیعہ اور سنی طریق سے پیش کرتے ہوئے بتایا تھا کہ اس عصر کے مفکر اور اہلِ قلم بھی قوم جن کا وجود مانتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں میں نے جو عبارت اعلم کی تحت میں ص ۹ الواعظ میں پیش کی تھی وہ حرف بحرف بلا تصرف اکسیر العبادات کی عبارت ہے میری طبعزاد نہیں ہے بحار الانوار ناسخ التواریخ اکسیر العبادات وغیرہ محرم نمبر کی تدوین میں بھی کتب مقاتل میرے سامنے تھے الواعظ میں صرف حوالہ نہیں دیا گیا قارئین کرام کو اگر اس بحث پر سیر حاصل بحث کی ضرورت ہوگی تو میں آئندہ نمبر میں اس پر قلم اٹھاؤں گا مرقوم بالا مضمون کے خاص اجزاء یہ ہیں جن کے جواب تضییع اوقات سمجھ کر نہیں دیئے گئے تھے (۱) جو لوگ حضرت سلیمان

[illegible] کا کام کرتے تھے اُن کو جبلیم یعنی پہاڑی کہا ہے اور قرآن [illegible] اس کا مطلب یہ ہے کہ جن و انس علیحدہ دو [illegible] سنگ تراش اور دوسری ..... (۲) والجان خلقناہ [illegible] کی تفسیر میں اس گروہ کا دعویٰ ہے سوچنے پر آیت کا [illegible] کہ جن لوگوں کا ناری حصہ زیادہ ہوتا ہے وہ جان کہلاتے ہیں [illegible] مراد یہ ہے کہ انسان اور جن ایک ہیں ایک میں آگ کا غلبہ ہے [illegible] (۳) اعجاز قرآن کے سلسلہ میں رب العزت کا [illegible] کہ جن و انس دونوں متحد ہو کر بھی قرآن کا مثل نہیں لاسکتے اس کا [illegible] اڑایا گیا ہے۔ کیا نظر نہ آنے والے ہوائی یا آتشی جن انسان [illegible] کر قرآن کے مقابلہ کا مشورہ کر سکتے ہیں ص ۱۷ روایت زعفر اور اس کے جزئیات نقد و نظر سے مستغنی ہیں اجمال قضیہ ثابت ہونے کے [illegible] ہمارے ذمہ نہیں ہے جنوں کا ماتم اسلامی آواز ہے جس میں [illegible] ضرر نہیں۔

[illegible] قول درست نہیں ہے کہ وہ مساجد کی دیواروں پر یا زعفر جن [illegible] تحریر کریں اور حاجت برآری کے متوقع ہوں استجابت دعا کا [illegible] محمد و آل محمد ہیں جنہوں نے عالم کی مشکلات آسان کئے۔

کا وجود جن سے انکار کرنا موضوع پر قلم اٹھاتے کا محرک ہوا تھا۔ ابن تیمیہ نے منہاج السنہ صفحہ ۲۵۰/۲۴۴ ج ۲ میں اپنی جولانگاہ ذہانت کے جو کرشمہ دکھاتے ہیں ان میں رسول اسلام کی زیارت قبر پر زائرین کو حرمت کا فتویٰ دیتے ہوئے فرزند رسول الثقلین حضرت امام حسین علیہ السلام کے حدود غم سے انکار کیا ہے اور نجی جان میں نوحہ وغم کو افسانہ سمجھتے ہیں عزائے حسینؑ تمام مسلمانوں کے مشترکہ تاثرات ہیں اگر کوئی وہابیت نواز اس کا مضحکہ اڑائے گا تو ہمارا جواب دینا فرض ہے یہی وجہ تھی کہ جنوں کی سوگواری اور مظلوم کربلا سے اظہار عقیدت کے سلسلہ میں محرم نمبر میں قلم اٹھایا گیا اور اہلسنت کے بھی اقتباسات دیانت کے ساتھ پیش کئے گئے اور جن کی جو تعریف کی گئی وہ فریقین کے نظریہ کے مطابق لیکن ہمارے گمنام دوست اس کو برداشت نہ کر کے اپنی تحریر میں لکھتے ہیں۔

ہمارے مولانائے محترم ہیں۔ اعلم ان الجن والشیاطین اجسام ھوائیہ الخ تحریر فرما کر قرآن کی تعلیم دے رہے ہیں۔"

یہ لب ولہجہ حقیقت امر سے نا آشنا ہونے کا نتیجہ ہے مجیب کے لئے صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ وہ منکر کی کتابوں سے استدلال کرے الواعظ میں علمی مباحث زبان اردو میں ہوتے ہیں وہ عربی جریدہ نہیں ہے جو عبارت عربی پیش کی جائے اس کو مدیر کا رشحہ کلک سمجھنا غلط ہے۔

یہ الواعظ کی وسعت نظر تھی کہ وہ تعریف نذر قرطاس کی جو سنی شیعہ دونوں فریق میں معتبر ہے اکسیر العبادات کی وہ عبارت جس کا ہم نے اس کے

[illegible] کیا ہے وہ عبارت ہے جو اہلسنت کی مستند کتاب حیاۃ الحیوان [illegible] موجود ہے اور صدر کلام جن کے جسم ہوائی ہونے [illegible] ملاحظہ ہو۔

الجن اجسام ھوائیہ وقادرۃ علی التشکل باشکال مختلفہ [illegible] وقادرۃ علی اعمال الشاقہ وھم خلاف [illegible] (ما حصل) جن پیکر ہوا ہیں اور مختلف شکلوں میں [illegible] قدرت رکھتے ہیں ان کو عقل ودماغ بھی دیا گیا ہے اور وہ دشوار گذار کاموں پر بھی قادر رکھتے ہیں اور وہ آدمی کی ضد واقع ہوئے ہیں اور [illegible] ہے (حیاۃ الحیوان کبریٰ ج ۱ صفحہ ۱۸۴ لغت جن چھاپ مصر) [illegible] کو اس تعریف میں جو کمزوری نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ [illegible] قرآن سمجھتے ہیں آیہ قرآن خلقتنی من نار اور دوسری جگہ والجان خلقناہ من قبل من نار السموم یہ آیات الواعظ کے بھی پیش نظر [illegible] نے جو تعریف پیش کی تھی وہ شیطان کی نہ تھی وہ جن سبھی مگر [illegible] جن کی پیش کی گئی ہے جس کی مویدات احادیث وتفسیر میں [illegible] اور الواعظ کی اختیار کردہ تعریف کا دامن پاک ہے قرآن [illegible] اپنے دل ودماغ سے ترجمہ نہ کیجئے علوم اہلبیت کی روشنی میں [illegible] (۱) بحار الانوار کتاب اسماء والعالم میں اس بحث پر مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

السموم فی السفتۃ الریح الحارۃ [illegible]

باللیل وعلی ھذا یا لریح الحارہ فیھا نار ولھا لھب علی ما ورد فی الخبر انھا من فیح جھنم۔ سموم لغت میں گرم ہوا کو کہتے ہیں جو عموماً دن کو اور کبھی رات کو (چلتی) ہے بنا بریں ہوائے گرم وہ ہے جس میں عنصر آگ موجود ہے اور وہ شعلہ ور ہے جیسا کہ حدیث میں بھی آیا ہے کہ وہ ریم دوزخ سے ہے۔

(۲) حدیث کا مشہور لغت مجمع البحرین جو اہلِ علم میں ہر قول معصوم کے حل میں۔۔۔ سامنے لایا جاتا ہے ملاحظہ ہو اقسام جن کے سلسلہ میں یہاں بھی آپ کو ملے گا وصنف کالریح فی الھواء اور ان احادیث کو دمیری نے بھی نقل کیا ہے ابی الدردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خلق اللہ الجن ثلاثۃ (اصناف صنف کالریح فی الھواء (منہ) ابوذر صحابی حضرت امیرؑ سے روایت ہے کہ نبی خداؐ نے جنوں کو تین قسموں میں پیدا کیا ہے ایک قسم مثل بادِ تند کے ہے ہوا میں۔ احتج المسلمون قاطبۃ علی ان نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث الی الجن کما ھو مبعوث الی الانس۔ اس مقولے سے کسی کو انکار نہیں ہے مگر جو آسمان کے وجود کے منکر صراط و میزان کو نظرِ استبعاد سے دیکھنے والے ہیں حور و غلمان کو دل کا بہلاوا سمجھتے ہیں۔

میرے محترم مخاطب کو قادرۃ علی التشکل سے بھی اختلاف ہے اور غالباً وہ جن کو بھی حضرت انسان کا ایسا بے بس سمجھتے ہیں نا فضل

[illegible] بن علی بن قاضی محمد حامد بن محمد فاروقی حنفی لغت جن کی [illegible]۔ قال الجن حیوان ھوائی یتشکل باشکال مختلفہ واما جمھور ارباب الملل والمصدقین بالانبیاء فقد اعترفوا بوجود الجن واعترف بہ جمع عظیم من قدماء الفلاسفۃ واصحاب الروحانیات (کشاف اصطلاحات فنون طبع کلکتہ سنہ ۱۸۵۲ء) [illegible] جاندار مخلوق ہے۔ طرح طرح کی صورتوں میں ظاہر [illegible] تمام اقوام اور خصوصیت سے وہ لوگ جنھوں نے انبیاء کی تصدیق کی ہے جنوں کے وجود کا اقرار کرتے ہیں اور فلسفۂ قدیم کے [illegible] وجود جن کے قائل ہیں ان حقائق سے بے خبر بزرگوار کا ارشاد ہے [illegible] قادرۃ علی التشکل باشکال مختلفہ سے عالم کا فرد فرید بہرہ ور [illegible] معترض اگر بحار کتاب السماء والعالم پڑھ لیتے جو اسلامی حقائق اور واقعات مذہب اُن کے سامنے ہوتے تو ایسا نہ کہتے۔ جبرئیل کا دحیہ کلبی کی صورت میں فرشتوں کا غزوات میں حضرت علیؑ کی شبیہ بن کر آنا [illegible] کی صورت اختیار کرنا بھی غالباً اُن کے فہم و ادراک سے [illegible] تو فرشتوں کا ذکر ہے اور دلیل موضوع سے کچھ دور ہے [illegible] کا واقعہ اور حدیث [illegible] کی [illegible] مشہور ہیں اس [illegible] سمجھنے کی کوشش [illegible] جلد [illegible] سے

سفر کے وقت مطلق تو جن کی حکایت ہے اس عموم کو آپ خاص لباس پہنا رہے ہیں یہ تہمت ہے۔

تیسرا عذر یہ ہے کہ زعفر جن میلوں دور رہا اور جب ہر شکل میں متمثل ہو سکتا تھا تو بھنگا بن کر کیوں یہ پہونچا۔

برادر ملی یہ میدانِ کارزار کا واقعہ ہے مظلوم کربلا اپنے دیس میں مسند رسولؐ پر نہ تھے۔ فریضہ انتصار اس کا مقتضی نہیں ہے کہ زعفر بھنگا بن کر آتا۔ لشکر جرار لے کر آیا اور ولولہ وعقیدت کا مظاہرہ اسی طرح ہو سکتا تھا جو صورت اس نے اختیار کی اگر فرشتوں کے دل میں یہ جذبہ تھا کہ وہ اشجع الناس حضرت امیر المومنینؑ کی شکل میں ہو کر جہاد کریں تو جن کیوں فروتنی اختیار کرتا اس تحریر میں معترض نے آخری بیان پر ذرا تفصیل سے بحث کی ہے اور ہم اس قدر عرض کر کے قلم روکتے ہیں کہ ان کو شائد علم کلام کی سیر کا موقعہ نہیں ملا یہ مؤلف کی دیانت داری ہوتی ہے کہ وہ نقل اقوال میں بے کم و تحریریں پیش کرے اور جس واقعہ کی شہرت پر بحث کی جاتی ہے اس کا منشا یہ نہیں ہوتا کہ ہر ہر جزو کو دنیا تسلیم کر لے صرف نفس مطلب ثابت کرنا ہوتا ہے اور وہ بحمداللہ ثابت ہے کہا دشمنان خاندان رسالتؐ کے مقابل میں حدیث طیر، حدیث تشبیہ وغیرہ کے تواتر پر اس طرح بحث نہیں ہوتے یاد رہے البیان امرتسر ابن تیمیہ کی تقلید میں اگر قرآنی مقصد سے کوئی انکار کرے گا تو الواعظ خاموش نہیں رہ سکتا۔

وہ ذہین سے انکار کرنے والے نام نہاد مسلمانوں کے لیے انھیں کی کتابوں تاریخ الامم والملوک، درمنثور سیوطی روضۃ الشہداء کاشفی سے درباب عصمت کے سامنے جنوں کے خدمات پیش کیے اور بتایا کہ جن کئی طرح کے ہیں صرف آگ ہی اس کا عنصر نہیں آخر میں کاتب تحریر کو یہ عذر کرنا روز عاشور یوم غم ہمیشہ سے تھا اس دن بنی جان میں جشن کیوں۔ یہ بحث بھی فروعی حیثیت رکھتی ہے اور ہم مرقومہ بالا سطور میں کہہ چکے ہیں کہ ثبوت مطلوب میں جملہ عبادات کے ہر ہر جزو کا ثابت کرنا مجیب کا فرض نہیں ہوتا نفس مطلب ثابت ہے اور اگر موصوف کو نفظ جواب حاصل کرنا ہے تو مجھے پہلے اس استفسار کا حق ہے کہ کیا آپ احکام الٰہی اور تکلیف شرعی کے جزئیات میں بھی جن و انس کو مساوی سمجھتے ہیں اور واجبات و مستحبات جملہ موارد میں اُن کو برابر کے حقوق ہیں اور کیا جنوں کو علم غیب بھی تھا۔ ان دو باتوں کے جواب کے ساتھ وہ مطالبہ خود حل ہو۔ اس پوری تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ جو تعریف جن کی محترم مجیب موصوف کی گئی تھی وہ فریقین کا مسلمہ ہے اور جنوں کی عقیدت ارباب عصمت سے مسئلہ قرآنی ہے جس پر ادلہ اربعہ گواہ ہیں۔ اگر مزید حوالوں کی ضرورت ہوگی ناچیز مدیر کو مزید جامہ فرسائی میں بھی عذر نہ ہوگا۔ کشاف میں اس بحث کے آخر میں پھر یہ الفاظ ہیں یتشکلون فی کل صورۃ جن ہر صورت اختیار کر سکتے ہیں اور ان کو بھی ملائکہ کی ایسی آزادی حاصل ہے اگر یہ فریقین کا مسلمہ ہے کہ

امین وحیہ کلبی کی صورت میں آسکتے ہیں تو کسی جن کا ناصر کے لباس
میں آنا منافی نہیں ہے جنوں کے اختیارات کو محدود کرنا عزائے حسینؑ
پر ضرب اور باب مناقب کو مسدود کرنا ہے اسلام کا مشہور محقق شیخ
محمد طاہر اپنے لغت میں رقمطراز ہے۔ کان جبرئیل یاتیہ فی صورۃ وحیہ
الکلبی وھو کان جمیلا حسن الصورۃ جبرئیل امین برابر وحیہ کلبی
کی صورت میں آتے تھے اور وحیہ ایک قبول صورت حسین تھے (مجمع بحار الانوار
حصہ اوّل صفحہ ۳۱۶ طبع نولکشور) اگر انصار حسینؑ منتخب روزگار افراد تھے
تو وہ گروہ بھی قابلِ قدر ہے جس نے صدائے فریاد پر لبیک کہا۔ امامؑ
کی طرف سے اجازت نہ ملنا دوسری بات ہے مگر جن دلوں میں امداد
کے عزائم تھے ان کا ذکر باب عقیدت میں آئے گا حضرت ابراہیمؑ خدا کے
خلیل جب نمرود کی شعلہ ور آگ میں گرائے جانے والے تھے اور فضا سے
گذرتے ہوئے مرکز ہلاکت کے قریب پہونچ رہے تھے اس وقت وحی و
الہام کے فرشتہ جبرئیل کا یہ کہنا الك الحاجہ کوئی حاجت ہے اور
خلت کا جواب اور استغنائے عبدیت اما الیك فلا تمہاری طرف
تو احتیاج نہیں ہے یہ گفتگو اگر سیرت خلیل میں موجود ہے تو وارث
ابراہیمؑ حسینؑ بن علیؑ کے کان سے سُنی جائے گی اور عزت کی آنکھ سے
دیکھی جائے گی جو نفوس اختیارات نبوت و امامت کو افسانہ سمجھتے ہیں
اُن سے ہمیں سروکار نہیں خاتمۂ تحریر میں صرف ارباب ولا کی ضیافت
طبع کے لئے ایک عبارت اور حاضر ہے اس کے ملاحظہ کے بعد قوی اُمید ہے

[illegible] تمام قوم جن کو بہروپیہ کہنے سے پرہیز کریں گے۔
[illegible] اصحاب التواریخ ان رسول اللہ کان جالساً وعندہ جنی حتی
[illegible] المشکلۃ فاقبل امیر المومنینؑ فتصاغر الجنی حتی صار
[illegible] قال اجرنی یا رسول اللہ قال عن من فقال من
هذا الشاب المقبل قال النبیؐ وما ذاك قال الجنی اتیت سفینۃ
[illegible] الطوفان فلما تناولتها ضربنی هذا فقطع
یدی ثم اخرج یدہ المقطوعۃ فقال النبیؐ هو ذاك (مدینۃ
[illegible] جلد تاسع در روضۃ الصادقین وغیرہ) اہل تاریخ نے بتایا
[illegible] فرماتے تھے اور ان کی خدمت میں قوم جن سے کہ ایک
[illegible] رہا تھا یکایک مومنین کے امیرؑ وارد ہوئے جن
[illegible] چھوٹا ہونا شروع ہوا اور مثل گنجشک ہو گیا اور پیغمبرؐ سے اپنے
[illegible] کی استدعا کی رسولؐ عربی نے فرمایا کس سے بچاؤں عرض
کیا [illegible] سے فرمایا کیوں کس لئے جن نے کہا میں بروز طوفان
[illegible] کو لوٹ دینے کے لئے آیا جب میں نے کشتی میں ہاتھ لگایا تو اس
[illegible] تلوار لگائی اور ہاتھ قطع کر دیا اس کے بعد اس نے اپنی
[illegible] دست بریدہ دکھایا اور پیغمبر خدا سے تصدیق کی کہ بیشک
[illegible] نصرت خلق اور کارگذاری تھی۔ اس جگہ رعب وہیبت
[illegible] کا تقاضا ہے کہ جن فروتنی کرے اور مثل عصفور ہو جائے اور
[illegible] کا وقت ہے وہاں ہیبت اصلی کا مظاہرہ اور مجاہدانہ

پیکر درکار ہے۔

امتدادِ زمانہ نے اُن کتابوں کو باقی نہیں رکھا جو قرنِ اوّل سے "جن" کے موضوع پر سلف صالحین نے مدون کیں احمد بن محمد بن خالد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن علی البرقی المتوفی سنہ ۲۷۴ھ ہجری کی کتاب احادیث الجن والبلیس اور اخبار الجن تالیف احمد بن عیسیٰ جلودی البصری شائد ہی کسی کتب خانہ میں ہو یہ قوم شیعہ کے وہ کارنامے تھے جن کے اب صرف نام باقی ہیں محترم معترض کا اگر فرقہ اہلِ سنّت سے تعلق ہے تو وہ اکام المرجان فی احکام الجان عہد قدیم کی ملاحظہ کریں۔

جواب الجواب پر نقد و نظر

ایک گرامی نامہ کا جواب !

خوش رہے چھیڑنے والا سے فسانے کو

[illegible] ماہ جنوری میں جو اداریہ سپردِ قلم کر کے بتایا تھا کہ اسلام [illegible] کی کیا حیثیت ہے اور اس کے جواب الجواب میں مراسلہ [illegible] اپنا نام کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے پھر قلم اٹھایا ہے اور اپنے [illegible] میں [illegible] ار جون کو پہونچا ہے بہت غور و دیکھ کر [illegible] ایرادات و شبہات بجنسہٖ اپنی جگہ پر موجود ہیں

جب تک ان الجن اجسام ھوائیہ اور قادرۃ علی التشکلات
باشکال مختلفہ کا انکار نہ کیا جائے۔

موصوف نے الواعظ کے نظریہ سے اختلاف کے ساتھ لب ولہجہ
کی بھی شکایت کی ہے اور میں نے اس جوابی مقالہ کو فرصت کے لمحات
میں پڑھا اور اصولاً تو اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث ہو جانے کے
بعد مزید جواب کی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ اڈیٹر نے جو کچھ لکھا تھا
حوالہ دے کر مگر چونکہ کاتب تحریر نے آخر میں بقسم ظاہر کیا ہے
کہ اس خامہ فرسائی کو مباحثہ یا مناقشہ نہ تصور کیا جائے بلکہ
ریسرچ سمجھ کر قلم کو حرکت دی ہے اس لئے ان کی خاطر سے ہم پھر ایک بار
قلم اٹھاتے ہیں۔ ناظرین الواعظ اس مقالہ کے مطالعہ سے پہلے
ماہ جنوری کا نمبر سامنے رکھ کر قسط ہذا ملاحظہ کریں پہلی شکایت
موصوف کو یہ ہے کہ الواعظ نے جواباً جو انداز تحریر اختیار کیا وہ
جذباتی اور تشفظ آمیز ہے تمام نہاد مُسلم۔ وہابیت نواز یا منکر ایسے
خطابات وہ اپنی طرف لے گئے ہیں حالانکہ اس مضمون کے اوّل و آخر
میں دو جگہ بتایا گیا تھا کہ یہ مقالہ ابن تمیمیہ اور اُن کے ہم خیال
طبقہ کے نظریات سے متاثر ہو کر لکھا گیا ہے یہ دشمن اسلام گروہ اس
سے زیادہ بیزاری کا مستحق ہے اس کے خاص وکیل نامہ نگار البیان
میں جن کا اپریل ۱۹۲۶ء کے نمبر میں حضرت سلیمانؑ کے زیر نگیں جنوں
کی تحقیق میں ارشاد ہے کہ بلحاظ تمدن بنی آدم کی دو حصوں پر تفریق

[illegible] وحشی اور کوہستانی یا بدوی جو لوگ
[illegible] پتھر تراشتے تھے ان ہی پہاڑیوں کو جن کہا ہے
[illegible] قرآن کے مطالعہ کے بعد اس جماعت نے جو نتائج اخذ کئے
[illegible] تھا پھر ارشاد ہوا کہ اس دشمن مذہب جماعت کے بارے
[illegible] لفظیں استعمال کیں وہ معتدل تھیں یا سخت ہاں جناب والا
[illegible] کرام کی لفظ سے یاد کرنے میں میرے خیال میں تو کوئی جرم
[illegible] آپ اگر نام ظاہر فرما دیتے تو یہ لفظ مدیر کے قلم سے ہرگز نہ نکلتی
[illegible] تمام کی لفظ سے یاد کرنے پر۔ آپ الواعظ کو دریدہ
[illegible] عربی زبان کے جتنے لغت ہیں سب میں ملاحظہ فرمائیے
[illegible] سردار کے بھی ہیں۔ صحاح جوہری منتخب اللغات
[illegible] سے یہ لفظ ان معانی میں استعمال ہوئی ہے عہد
[illegible] آپ علیہ الرحمہ سے زمانہ عبقات الانوار رضوان اللہ
[illegible] صدہا محل استعمال ہیں جن کو فرداً فرداً پیش کرنے سے
[illegible] صفائی تو اڈیٹر کی طرف سے تھی اب جناب والا
[illegible] اس جواب الجواب میں ملاحظہ ہو مگر جناب مولانا نے
[illegible] نفس امارہ کے بجائے نفس مطمئنہ سے کام نہ لینے دیا اور
[illegible] اجسام ھوائیہ اور قادرۃ علی التشکلات کو جو قرآن
[illegible] خلاف مسلم بین الفریقین فرما دیئے کہ مجبور
[illegible] اس ایراد پر نقد و تبصرہ سے پہلے [illegible] کرام کو

اس حقیقت سے مطلع کرنا فرض ہے کہ الواعظ بابت ستمبر و اکتوبر و جنوری
میں وجود جن کے خلاف جس طبقہ کی طرف سے صدائے احتجاج بلند ہوئی
تھی اس کے جواب میں مجھے شیعہ لٹریچر تو پیش کرنا تھا مولف حیوۃ الحیوان
یعنی دمیری کا قول پیش کیا اور چونکہ شیعی کتاب کی وہ تائید تھی اس
لئے مسلمہ بین الفریقین کہا گیا اور کیا گناہ ہوا اب جب کہ آپ کی ذات
صفات نے شخص ثالث بنکر شبہات وارد کرنا شروع کئے اس لئے
معترض کا نام اور مسلک ظاہر نہ ہونے سے سنی اور شیعہ کتب کے حوالے
دیئے حیات الحیوان بحارالانوار اور مجمع البحرین اور کشاف اصطلاحات
فنون اور مجمع البحار کی عبارتیں ملاحظہ کر کے اگر آپ یہ کہتے کہ حوالے
غلط ہیں تو اڈیٹر کا جرم ثابت ہوتا لہذا التعریف تو فریقین میں
مسلم تو اسی وقت ہو گئی جب آپ نے جنوری کی پیش کردہ عبارتوں
کو فرضی نہیں کہا اور نفی مطلوب میں آپ نے بجز اپنی رائے شریف کے کوئی
ایک قول بھی پیش نہیں کیا یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جنوں کے اجسام ہوائی
ہونے پر جن اہل تحقیق کے اقوال نذر قرطاس کئے تھے ان کو بھی قرآن مجید
کے آیات پر عبور ہے اور انہیں بعض تو وہ ہیں جو حسبنا کتاب اللہ کے
قائل ہیں لہذا دمیری کے دماغ میں یہ نہیں آیا کہ اس کی پیش کردہ تعریف قرآن
سے متضاد ہے موصوف نے دس صفحات کی جو تحریر ارکان مدرسہ کو
بھیجی ہے اس کے خاص مقامات میں یہ آیت ہے والجان خلقناہ
من قبل من نار السموم (پ ۱۴ ع ۳ سورہ حجر) اور اس آیت کو زیر بحث

[illegible] کے مخالف قرار دیکر پیش کیا ہے حالانکہ معنوی لحاظ سے موید ہے
[illegible] تفسیر میں خاص اس آیت کی تفسیر میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ
[illegible] کا جو قول پیش کیا ہے افسوس ہے اسکا یہ کہکر مضحکہ اڑایا ہے
[illegible] قرآن کے بعد کیا مہملات منقولات عالم ناسخ القرآن بننے
[illegible] سکتے ہیں ہم پھر بار دیگر متوجہ کرتے ہیں کہ قرآن کو تفسیر کی روشنی
[illegible] خود ترجمہ نہ کیجئے اور اڈیٹر کو مجبور نہ کیجیے کہ وہ آپ کے ترجمہ پر
[illegible] جنوں کے بعض قسموں کے اجسام ہوائی ہونے کا
[illegible] ہونا کلام مجید کا ناسخ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ نسخ کا معنی مذکورہ بات
[illegible] ہے اور یہ کلام نہ تو اُن کے بعض قسموں کے جسم ہونے کو
[illegible] اس لئے اس سے انکار نہیں ہے۔ اور نہ جسم ہوائی نہ ہونے کو
[illegible] جسم ہوائی نہ ہونا کلام مجید میں مذکور نہیں ہے اگر نہ ہونا مذکور
[illegible] تو نسخ لازم آتا۔

(۲) بعض قسموں کا جسم ہوائی ہونیکا قول کلام مجید کے مخالف بھی نہیں ہے اس لئے
[illegible] کل یا بعض اجمال قضیہ جبلہ جان کا آگ سے مخلوق ہونا مذکور ہے اور قضیہ
[illegible] کے حکم میں ہوتا ہے جسمیں بعض کی قید بڑھائی جا سکتی ہے اور بعض کا آگ سے پیدا
[illegible] بعض کے ہوا سے پیدا ہونیکی نفی نہیں کرتا۔

(۳) آپ نے اس کو صراحت تسلیم کر لیا ہے کہ خدا وند قادر مطلق انکی شکل و
[illegible] کو بول سکتا اور آئمہ علیہم السلام کی خدمت میں ان کا عصفور
[illegible] کی صورت میں آنا ممکن ہے اور واقعات متواترہ بتاتے

ہیں کہ ایسا ہوا۔ لہٰذا اب نزاع صرف اس میں رہ گئی ہے کہ یہ تبدیلِ اشکال وقتی طور پر بقدرتِ خدا تھا یا خدا نے اُن میں یہ قابلیت دی ہے کہ بذات اپنی شکل بدل سکیں جس طرح کی شکلیں اور صورتیں اور قابلیتیں اور حالتیں تصور میں آسکتی ہیں اُن کل کا دُنیا میں موجود ہونا واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ خداوند قادر مطلق نے اپنی قدرت کاملہ ظاہر کرنے کے لیے ایک مخلوق کو ایسی قابلیت اور قدرت بھی دی کہ بذاتہٖ اپنی شکل و صورت کو اپنے ارادہ و اختیار سے جب چاہے بدل سکے اس تقریر کا اگر جواب اصولی اور عقلی ہوگا تو لائق توجہ ہوگا ورنہ محض انکار مکابرہ پہ محمول کیا جائیگا۔ میرے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ ترجمہ آیت بالا میں ایک سُنّی مترجم کا حوالہ اور دوسرا شیعی ترجمہ کا پتہ دوں ممکن ہے کہ اس وقت ذہنِ مبارک میں آئے ظاہر کے پرستار نہ ہو جیئے باطل کی گہرائیوں کو بھی دیکھیئے آپ کے مضمون کا یہ اجمالی جواب ہے۔

مرقومہ بالا آیت پر مترجمین فریقین کے نوٹ

(۱) جناب تاج العلماء سید علی محمد صاحب قبلہ مجتہد اعظم المتوفی سنہ ۱۳۱۲ھ کی شخصیت قوم میں محتاج تعارف نہیں ہے موصوف کا ترجمہ گذشتہ اور موجودہ سب ترجموں کا سرِدار مانا گیا ہے اس ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیے۔ والجان خلقناہ من قبل من نار السموم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں اور جن کو پیدا کیا ہم نے اُس سے

[illegible] (ترجمہ قرآن عظیم آباد) صفحہ ۳۲۳ بگولا السریع الجارہ کا بہت ہی [illegible] اور یہ لفظ اُردو ادب کے اساتذہ بھی نظم و نثر میں [illegible] یونس المتوفی سنہ ۱۲۹۲ھ نے کربلا کی گرمی کے اظہار میں اس [illegible] کیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے آیت کا مفہوم اُن کے سامنے تھا۔

[illegible] آتی ہو فریاد کی صدا ٭ دیو مہیب ہیں کہ بگولے ہیں جا بجا

[illegible] مراثی مونس مطبع نولکشور صفحہ ۱۰۲ سنہ ۱۳۲۰ھ ثابت ہوا کہ بگولا [illegible] کی ایک قسم ہے۔

(۲) شاہ عبدالقادر مشہور عالم آیہ مرقومہ کی اُردو اس طرح [illegible] اور جان کو ہم نے بنایا اس سے پہلے لوہ کی آگ سے یعنی لطیف [illegible] ابلیس بھی اسی میں ہے (قرآن مجید مطبع مصطفائی صفحہ ۲۴۳ [illegible] ۱۲۶۲ھ)

(۳) محمد عاشق الٰہی مولوی فاضل میرٹھ نے حسب ذیل الفاظ [illegible] اور جنات کو ہم نے پیدا کیا آدم سے پہلے لو کی آگ سے [illegible] مطبع خیرالمطابع صفحہ ۴۱۹ مطبع میرٹھ سنہ ۱۳۲۰ھ)

[illegible] جنوں کی اصل قرار دیا ہے اور یہ محتاج ثبوت نہیں [illegible] میر انیس المتوفی سنہ ۱۲۹۱ھ کا شعر ملاحظہ ہو۔

[illegible] گرمی کا ٭ جس گرمی کا ہو ذکر تو آجائے پسینہ

[illegible] پر اکتفا کی گئی ہے اور وہی نتیجہ پھر [illegible] فریقین کا مسئلہ ہے تاج العلماء اور

شاہ عبدالقادر امت مسلمہ میں محتاج تعارف نہیں ہیں اور ان سے بلند شخصیت طبرسی علیہ الرحمہ کی ہے جو سر چشمہ میں علوم قرآن کا موصوف نے تفسیر مجمع البیان میں نار سموم کا وہی ترجمہ فرمایا ہے جو ہم بار بار دہرا رہے ہیں۔

افہام و تفہیم کا ایک اور طریقہ

جن کا مادہ تخلیق ہوا مانی جائے یا آگ یہ لازم نہیں ہے کہ ایک کے ذکر سے دوسرے عناصر کی نفی ہو مگر جو تعریف محترم نمبر میں کی گئی ہے وہ ہرگز طبعزاد نہیں اور نہ مخالفت قرآن ہے۔

ایک انگریز ڈاکٹر کی مہر تصدیق اور بو علی سینا کا قول

D. R. A. Sprener نے ۱۸۵۳ء میں جس عربی ڈکشنری کی تصدیق کی اس میں تعریف جن کے سلسلہ میں وہی ہے جو الواعظ نے پیش کیا ان ابا علی بن سینا قال الجن حیوان ہوائی یتشکل باشکا مختلف جن ہوائی مخلوق ہیں جو ہر شکل میں متشکل ہوتے ہیں۔

تین علماء اہلسنت کا مصدقہ قول

مولوی عبدالحق۔ مولوی عبدالقادر و فقیہ محمد وحیہ مدرس کلکتہ کا بیان بھی ملاحظہ ہو۔

(۱) فلما ثبت ھذا الاحتمال ثبت انہ لا تیبغ فی بعض الاجسام اللطفتہ الھوائیہ ان تکون مخالفا السائیا انواع الھواء فی لماھیہ ثم تکون تلک الماھیہ تقتضی لذاتھا علما مخصوصاً وقدرہ

[illegible] الشکل باشکال مختلفہ ولنحوہ

[illegible] احتمال ثابت ہو گیا تو کوئی مانع نہیں ہے اس بات میں کہ بعض [illegible] ہوائی جسم تمام اقسام ہوا کے مخالف ہوں ماہیت میں اور [illegible] اس بات کی مقتضی ہے کہ اس کی ایک مخصوص حیثیت قرار پائے [illegible] باہم ایک دوسرے علیحدہ شکلوں میں ظاہر ہونے کی [illegible]

[illegible] (۲) روایت کردہ انداز پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ [illegible] گردانند

[illegible] الحارہ اخذ من دخولھا بلطفھا فی مسام [illegible] السم النفائل یقال ھم لومنا السیم اذا ھبت [illegible] (مجمع البیان فی علوم قرآن ص ۳۶ ج ۲ طبع تہران)

[illegible] اند چو مرغان پرند دیگر گروہ بر ہیئت مار و سگ [illegible] گروہ خود را بر صنف آدمیان و ہر حیثیتی کہ بخواہند می [illegible]

[illegible] اعلم ان سائر الجن علی اختلاف اجناسھم کلھم علی [illegible] ناریون ونوع ھوائیون ونوع ترابیون (کشاف [illegible]) معلوم ہو کہ جن تمام اپنی قسموں کے گوناگوں ہونے [illegible] کے ہیں ایک عنصری ہیں دوسرے ناری تیسرے

[illegible] مؤلف نے اپنے جواب الجواب میں [illegible] لکھا ہے کہ [illegible]

اور مفاد تفسیر کیا جن کو ہوائی الاصل ثابت نہیں کرتا۔ جن کا ہوائی ہونا فریقین کی آواز سے انفرادی خیال نہیں ہے بلکہ حکمار شرق اور یورپ کے عربی فلاسفر نیز قرآن مجید سب ہمنوا ہیں۔

اقرار اور انکار

زیر بحث مضمون میں گذشتہ مقالات سے یہ فائدہ تو ہوا کہ معترض نے حدیث ثعبان یعنے جن کا بصورت اژدر حضرت امیرؑ کی خدمت میں آنا قریب قریب تسلیم کر لیا۔ مومن و کافر ہونا بھی جنوں کا یقینی ہے غم فرزند رسولؐ میں ان کا لامتناہی ہونا اور بنی جان کیا بلکہ کل ذرات عالم و عوالم کا شریک غم ہو کر سوگوار ہونا بدیہی ہے جنوں اور زعفر جن کا نصرت امام کے لئے آنا یا ہمراہ اہلبیت طاہرینؑ رہنا اور تازیانہ کھانا وغیرہ بھی موجب استبعاد ہرگز نہیں زعفر جن کا فرشتوں دور سے سلام کرنا بھی ممکن ہے میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ الواعظ کی جد وجہد کا یہ پھل تو ملا کہ جناب والا نے حقائق اسلام کو قبول کیا مگر جنوں کے ہر صورت میں متشکل ہونے کو تسلیم کرنے میں اپنے جدید مضمون میں اس قید کا اضافہ کیا ہے ان اللّٰہ علی کل شیءٍ قدیر۔ تو جبرئیل کو لباس دحیہ کلبی پنہا سکتا ہے مگر جبرئیل کا بنفسہ قادر علی التشکل ہونا ناممکن ہے اسی طرح ملائکہ کو جامہ علویت پنھا دینا تو یقیناً امکان الہٰی ہے مگر کا بذاتہ قادر علی التشکل ہو سکنا محال ہے جناب والا صرف الواعظ کی تعریف کو غلط ثابت کرنے کے لئے بذاتہ کی قید لگا رہے ہیں ورنہ آپ کے ضمیر نے قبول کر لیا ہے کہ

[illegible] قادرة علی افعال شاقة و یتشکل باشکال مختلفة [illegible] سورة القرآن سید علی بن شہاب بن محمد ہمدانی جلد اول ص ۹۸ [illegible] لاہور ۱۳۱۰ھ) اس عبارت میں ملائکہ کے مختلف شکلوں میں متشکل ہو سکنے کا ذکر ہے اور یہ تعریف موید ہے ان تمام روایات کی جن میں ملائکہ کا مختلف صورتیں اختیار کرنا وارد ہوا ہے مثلاً چاہ کنعان میں جبرئیل کا بصورت یعقوب تشفی حضرت یوسف کے لئے آنا۔ خضر و موسیٰ کے ساتھ فرشتہ کا صیاد کی صورت میں متمثل ہونا (حیات القلوب جلد اول لکھنؤ تقطیع کلاں ص ۲۵۶ کاغذ خاکی)

ملائکہ کا حضرت ابراہیم کے سامنے روبرو مہمان کی صورت میں آنا (سورۂ ذاریات پ ۲۶) ملک الموت کا حضرات ابراہیم کے سامنے دو مختلف صورتیں اختیار کرنا (جامع الاخبار فصل ۱۳۵) جبرئیل کا فرعون کے لئے بصورت آسیہ متمثل ہونا (مجمع البحرین بعث اس ص ۶) فرشتوں کا حضرت داؤد کے محکمہ قضا میں متخاصمین بن کر حاضر ہونا (سورۂ ص پ ۲۳) اہلبیت طاہرین علیہم السلام کے در پردہ نزول سورۂ ہل اتیٰ کے وقت میکائیل کا یتیم و اسیر و مسکین کی صورت آنا۔ جبرئیل کا رکوع میں گداگر

انگوٹھی حاصل (مناقب آل ابی طالب، جلد ۳ صفحہ ۱۴۵ طبع بمبئی اسلامی) تاریخ حقائق ہیں جن سے انکار دن کو رات کہنے کے مترادف ہے۔ ۵

جنون نام خرد پڑ گیا خرد کا جنون ؛ جو آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(۲) خطرناک اقدام

الواعظ اُن عام خریداروں کے پاس بھی جاتا ہے جو غیر مسلم ہیں اس لئے مدیر حقائق اسلام کو عقیدہ کی روشنی میں ظاہر کرنے کا عادی نہیں ورنہ کہہ دیتا کہ جن بقدرتِ خدا ہر صورت میں تبدیل ہو سکتے ہیں محترم معترض کا قدرت خدا کی قید لگانا معلوم کر کے مسرت ہوئی تھی وہ عقیدہ میں پختہ ہیں مگر اُن کے قلم سے دو قبیح باتوں کا اظہار محو حیرت بنانا ہے دام وہ اپنے زور قلم میں لکھتے ہیں رضوان کا خیاط کی صورت اختیار کرنا بھی امکانی ہے۔

کیا جناب والا حسنین علیہم السلام کی اس مسلم الثبوت فضیلت کو بھی مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں یہ الفاظ یقین کی منزل سے دور ہیں۔

(۲) خاتمہ تحریر میں آپ نے شیطان کو معلم الملکوت تسلیم کیا ہے جو فرقہ امامیہ کا ہرگز عقیدہ نہیں ہے آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

جز ذاتی سے جز مرتفع روحی تک ارتفاع باذن اللہ یقیناً ممکن ہے بشرطیکہ کوئی جن لطافتِ اعمال کا مجسم بن کر وہ ملائکہ میں شامل ہو سکنے کا اہل ثابت ہو جائے۔

هل جزاء الاحسان الا الاحسان جیسا کہ جن ناری کو معلم الملکوت تک مدارج ارتقائیہ فائز کر دینا کون سی بڑی بات ہے۔

[illegible] رشید کے حوالہ سے مت [illegible]

[illegible]

[illegible] کبھی زندہ کر تو میری بے زرکستان

[illegible] فرزند رسول الثقلین کا جن و انس میں ماتم

[illegible] ما اعظمها و اعظم رزیتها فی الاسلام

و فی جمیع السمٰوات و الارض

[illegible] آپ حفاظت ہوا کرے ؛ وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

[illegible] ابتدائے آفرینش سے آج تک باقی ہے اور [illegible] وقت تغیر پذیری اور دنیا کے ہر روزہ اختلاف حالات [illegible] نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں سال گذشتہ کے محرم نمبر میں زعفر جن [illegible] مدیر کے قلم سے بحث ہوئی تھی۔ انبیاء کرام سے بنی جان [illegible] مسلمات مذہب سے ہے تو اس اصل کی فرع پیش کرنے [illegible] بھی نہ تھا۔ اس اشاعت کے بعد ادار یہ کے اجزاء اور [illegible] اختلاف کے بعد بھی حقیقت کا جلوہ نظر آتا ہے اور جب [illegible] رکھ کر مجیب کی حیثیت سے بحث کرنا پڑتی ہے تو شواہد [illegible] کثرت سے سامنے آتے ہیں کہ امکان کو یقین کا درجہ دینا

پڑتا ہے اور صدائے تخریب کا پول کھل جاتا ہے ؎

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی

بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہوتا

تشکیک و ارتیاب ایک مرض ہے جس سے شفائے کامل کبھی حاصل نہیں ہوتی لہٰذا ہم ایسے افراد کی خامہ فرسائی سے بیخوف ہو کر قلم اٹھاتے ہیں اور اس قسط میں بھی فریقین کی مستند کتابوں سے تمسک معتبر اقوال کا استیعاب کریں گے اگر کوئی یتیم العقل عذر کرے تو وہ اس کا فعل ہے ہمارا قلم واقعۂ کرب وبلا کی نشر واشاعت کے لئے وقف ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ سطح موجودات کا کوئی نقطہ گلشن ہستی کا کوئی پتا۔ بحر عالم کا کوئی قطرہ۔ صحرائے کائنات کا کوئی ذرّہ غم حسینؑ سے خالی نہیں ہے آفتاب میں بایں ضیا گستری اور ماہتاب میں بایں نور افشانی۔ گہن لگا۔ اجرام فلکی کے تغیرات نوحہ جن سے زیادہ اہم ہیں۔ انھیں حقائق ومعارف پر قلم اٹھایا اور الواعظ کے دامنِ تحریر پر ذاتی تخیلات کے گرد وغبار کا خفیف سے خفیف دھبہ ہی نہیں بلکہ اس کے برعکس وہ تحقیق وتدقیق کے نقوش سے آراستہ ہے اور ساری دنیا کو سوگوار دیکھ رہا ہے ؎

تذلزلت الدنیا لآل محمدؐ وکادت لھم صم الجبال تذوب

الحاج ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی صاحب۔ انصاری (شافعی) فرنگی محلی نے جن کی تعریف میں لکھا ہے۔

... وھم اجسام ... خلقھم اللہ تعالیٰ علی صنوف شتّٰی وعمّرھم ... قبل خلق الانس ولم یخالف احد من طوائف العقلاء ... وجودھم الا شرذمۃ قلیلۃ من الفلاسفۃ وفی احوالھم ... للقاضی بدر الدین الشبلی الحنفی جامع الاخبار ... والآثار ھم سماہ اکام المرجان فی احکام الجان ... -

(... الدرایہ مقدمہ ہدایہ صفحہ ۱۹ طبع مطبع یوسفی لکھنؤ)

وہ ایک مشہور گروہ ہے جس کو خدا نے مختلف شکلوں میں پیدا ... پر آباد کیا ہے۔ انسانوں کی خلقت سے پہلے ان کے وجود ... عقل میں تو کوئی اختلاف نہیں کرتا مگر کچھ فلسفی شاذ و نادر ... ہیں اور جنوں کے حال میں قاضی بدر الدین شبلی حنفی کی ایک ... کتاب ہے جو احادیث رسولؐ اور احادیث جن پر حاوی ہے ... نام اکام المرجان ہے اس کا مطالعہ کرو۔ کچھ لوگوں کو تعجب ہے ... انسان نصرت کا جذبہ غیر بنی نوع جن میں کیوں پیدا ہوا۔ ... صفحات پر نظر کی جائے تو اس سے زیادہ اشتراک عمل کے نمونے ... ملتے ہیں ثعلبی مشہور مفسر نے بحیثیت مورخ جو کتاب لکھی ... کے صفحات میں رقمطراز ہے:-

... قال الاصمعی ... اللہ جنیۃ من ولد الجان یقال لھا

جمانہ فی صورۃ الانسیۃ اواو ادمہ ان زوجھا من قابیل ادرك ھابیل اھبط اللہ تعالیٰ حوریہ من الفردوس فی صورۃ الانسیۃ اوسمھا نزلہ السخ دعا الشی التیجان (حاصل مضمون) جب قابیل سن سیر کو پہنچے تو خدا نے قوم جن سے ایک پری جس کا نام جمانہ تھا صورتِ بشر میں ظاہر کی اور آدمؑ کی طرف فرمائی کہ وہ قابیل کے ساتھ اُس کی شادی کریں اور جب ہابیل کا وقت تزویج آیا تو وہ خدا نے فردوس سے ایک حوریہ نازل کی جس کا نام ... تھا۔ اور اُس کی ہابیل کے ساتھ تزویج کی۔ اس تاریخی نوٹ میں جن و انس کے اشتراکِ عمل کے ساتھ وہ نظریہ بھی موجود ہے جس سے محا... قمقام نے انکار کیا تھا۔ یعنی جن انسان کی صورت میں آسکتے ہیں۔ قو... جن کی اس قوت کا ذکر دعاؤں میں بھی موجود ہے۔ بھفیف الش... بدی السایح بھلوا استماء بھیجان البحر ببسیط الارض ... الجن (مصباح) یہ رشتہ ازدواج جو مشیتِ الٰہی کے تحت میں یا... کے کارفرما ہونے کا اثر تھا کہ جب بہن بھائی کی شادی نہیں ہو سکتی تو بجز اس کے کیا چارہ تھا کہ غیر جنس کو افزائشِ نسل میں شریک زندگی بنایا جائے۔ اگر عقیدہ کی نگاہ سے اس فعل کو نہ دیکھا جائے تو اس کے بعد بھی انس و جن میں شادی ہوئی ہے۔ فارس میں یوسف شدیاق اپنے کتاب میں لکھتا ہے۔

الوضاح رجل ملك الارض وکانت جنیۃ فلحق بالجن ...

... الساق علی الساق ص۲۶۲ طبع دمشق ۱۸۵۵ء)۔

وضاح ... کا نام ہے جو ساری زمین پر حکومت کرتا تھا ... ماں اس کی جنیہ تھی اس لئے وہ انسان جن سے ملحق کیا جاتا تھا۔ ... سلیمانؑ کی علقت ماب زوجہ بلقیس ماں کی طرف سے قوم جن کی طرف ... نسب میں پہنچتی تھیں اور اُن کی ماں کا نام ریحانہ بنت سکن تھا۔ (ملاحظہ ہو اکام المرجان ص۲۹)۔

یہ دنیا کی وہ عام خبریں ہیں جو ہر قرن میں نذرِ قرطاس ہوتی رہتی ہیں ... اس کو اہلِ دنیا ٹھنڈے دل سے سُنتے ہیں اور کوئی صدائے ... بلند نہیں کرتا۔ عقل کی کسوٹی تو صرف آلِ محمدؐ کے کمالات کی نشر و ... میں استعمال ہوتی ہے اور ہماری بدنصیبی سے اس طبقہ میں اغیار ... دوست بھی شامل ہیں جب حق و صداقت پر دو طرف سے ... ہے تو کان حقاً علینا نصر المومنین کی نوید تسکین بخش ہو سکتی ... اور الٰہی طاقت پر بھروسہ کر کے قلم اٹھایا تھا جس کا سلسلہ اُس ... نے برس دن جاری رکھا۔ ہر قسط کو آخری قسط سمجھ کر سپردِ قلم ... مگر قاعدہ ہے کہ ہمیشہ باطل کی مورچہ بندی میں حق کا چہرہ چمکتا ... ہے۔ اس لئے یہ مقالہ بھی عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد کی ایک ... حیثیت میں اجتہاد کا شوق کامیاب نہ رہنے دیگا۔ اگر تمہارے ... طاق بن تشنہ استناد ہے تو سُنو۔ جو حیثیت مکہ معظمہ میں ... کی سُنی مولف ابراہیم رفعت پاشا ابن سویفی بن عبدالجواد

بن مصطفیٰ نے تاریخی قرار دی ہے۔ (ملاحظہ ہو مرآۃ الحرمین ص۱۸۲ جلد اول طبع مصر سنہ ۱۳۴۴ھ) وہی حیثیت اس کی بھی ہے حرف عین کو مخرج سے ادا کر[illegible] غیر معتبر کہنا مفید نہ ہو گا۔ اجمال قضیہ متواترات سے ہے۔ لکھنؤ کی مشہور تعلیم گاہ مدرسۃ مشارع الشرائع سے باہتمام سید باقر حسین نوگانوی قصیدۃ لامیہ شائع ہوتا ہے اس کے دو شعر قابل ملاحظہ ہیں ؎

ورافاہ فیہ للقتال طوائف — من الجن یکفی واحد الف قاتل
فجزاھم خیراً ولم ینتصر بھم — ولم یستعن بالغیر فی حمل اثقال

امام حسینؑ کی ہمراہ رکاب جنگ کرنے کے لئے جنوں کے بھی گروہ کے گروہ آئے جن میں کا ایک ایک ہزار ہزار بہادروں پہ بھاری تھا۔ حضرت نے ان سب کو دعائے خیر دے کر واپس کر دیا۔ اور ان کی اعانت نہ چاہی اور بار شہادت کے اٹھانے میں غیر کی امداد کو پسند نہ فرمایا (ص۱)۔

اس مختصر تمہید کے بعد بہتر معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان کربلا کا جنوں میں ماتم جن جن مشہور اہل قلم نے لکھا ہے انھیں چند معتبر حوالے دیکر نصرت دین کے فرض سے سبکدوش ہوں۔

قاضی بدرالدین شبلی حنفی کا بیان !

اکام المرجان عہد قدیم کا ایک نادر صحیفہ ہے جس میں مؤلف نے پورا باب جنوں کے ماتم میں سپرد قلم کیا ہے۔

الباب السابع والسبعون فی بیان نوح الجن علی الحسین بن علی رضی اللہ عنہما قال ابن ابی الدنیا حدثنا منذر ابن.

[illegible] اخبرنا الجصاون [illegible] نوح الجن علی الحسینؑ۔ نشر والا باب امام [illegible] ابن ابی الدنیا راوی اپنے اسناد سے ناقل [illegible] انھوں نے امام حسینؑ پر جنوں [illegible] سنا۔ اس اقرار کے بعد مؤلف [illegible] نقل کئے ہیں۔

ابن اثیر جذری کا بیان

علامہ عزالدین ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الواحد شیبانی جذری [illegible] لکھتا ہے۔ وسمع بعض اہل المدینۃ لیلۃ قتل الحسینؑ [illegible] ؎

[illegible] القاتلون جھلاً حسینا — ابشروا بالعذاب والتنکیل
[illegible] اھل السماء یدعو علیکم — من نبی وملائک وقبیل
[illegible] علی لسان ابن داؤد — وموسی وصاحب الانجیل

([illegible] الکامل ص۳۷ طبع مصر) ان اشعار کو بھی محمد بن عباد بن موسیٰ کے اسناد سے مؤلف شبلی نے نقل کیا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا بیان

لما وقعت واقعۃ الشہادۃ اشتہر امرھا بانقلاب [illegible] وامطار الدم من السماء وھتف الھواتف

بالمائی ونوح الجن وبکائھم وطواف السباع حافظات لجثتہ د
خول الحیات فی مناخر قاتلیہ الی غیر ذلک (سر الشہادتین
طبع مطبع جلالی ١٢٥٦ھ)۔

جب شہادت واقع ہوچکی تو اس کا شہرہ اس طرح ہوا کہ دنیا کی ارض دپاک، خون ہوگئی اور آسمان سے لہو برسا اور آواز غیبی مرثیہ سننے اور نوحہ اور رونا جنوں کا اور درندوں کا لاشوں کے گرد حفاظت کے لیے پھرنا اور قاتلوں کے نتھنوں میں عذاب الٰہی کے سانپ کا داخل ہونا اور اس کے علاوہ ایسے ہی عجائبات ظاہر ہوئے۔

اس محققانہ رائے کے بعد شاہ صاحب آخر کتاب میں احادیث اخبار سے یوں مدد لیتے ہیں۔ اخرج ابونعیم عن حبیب بن ثابت قال سمعت الجنۃ تنوح علی الحسین وھی تقول شعر مسح النبی
فلہ بریق فی الخدود ؛ ابواہ فی علیا قریش
وجدہ خیر الجدود۔ واخرج ابونعیم من طریق حبیب بن ثابت عن ام سلمہ قالت ما سمعت نوح الجن منذ قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا لیلۃ و اری ابنی الا قد قتل یعنی الحسینؑ فقالت لجاریتھا اخرجی فاسئلی فاخبرتہ انہ قد قتل واذا الجنۃ تنوح شعرا الا یا عین فاحتفلی بجھد ومن یبکی علی الشھداء

الی رھط تقودھم المنایا ۔ الی متجبر فی ملک عبد ی۔

ابونعیم نے حبیب ابن ثابت سے روایت کی ہے کہ کہا اُس نے میں نے جنوں سے سنا امام حسینؑ پر نوحہ کرتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے ؎

ان کی پیشانی کو نبی خدا چوما تھا ۔ ان کے رخسار مبارک نور سے چمکتے تھے

ان کے ماں باپ بلند ترین قریش میں تھے۔ اور ان کا نانا ہر نانا سے بہتر تھا اور ابونعیم (مذکور نے) حبیب بن ثابت کے طریق سے امّ سلمہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب سے پیغمبرؐ خدا کا انتقال ہوا میں نے جنوں کا نوحہ نہیں سنا مگر ایک رات تو میں نے جانا کہ میرا فرزند حسینؑ قتل ہو گیا (امّ سلمہ نے) لونڈی سے کہا۔ گھر سے نکل کر پوچھ۔ اُس نے خبر دی کہ حسینؑ شہید (قتل) ہو گئے اور جن یہ کہکر رونے لگے۔ اے آنکھ محنت کر کے رو اور شہیدوں کو میرے بعد اس قوم پر کہ جن کو موت کھینچے لئے جاتی ہے۔

(سر الشہادتین مترجم صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰ طبع قدیم شاہی)

روایت زعفر لکھنے والے مؤلفین کے اسماء

واقعہ زعفر جن اسی سلسلہ کی کڑی ہے جس کے پانچ حوالے گذشتہ محرم میں دیئے۔ چھٹا بیان محمد علی فاضل مجتہدی عالم کا ہے جن کا عہد ۱۲۱۰ھ ہے اور موصوف کا قلمی کتب خانہ آصفیہ دکن کے مخطوطات میں مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ موصوف نے اس کتاب کا نام الاصلی قرار دے کر شہدائے خاندان رسالتؐ سے ابتدا کی ہے اور جعفر طیار کی قربانی پر بھی تبصرہ کیا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۱۱ میں

روایت زعفر موجود ہے۔

ساتواں بیان مولوی حکیم محمد ناصر علی ابن شیخ حیدر علی غیاث پوری نے بھی اس روایت کا تذکرہ کیا ہے۔ امام حسینؑ کی آخری جنگ اور میدان کربلا کی نقشہ کشی میں لکھتے ہیں۔

اس کے بعد پھر آپ نے میدان کا قصد فرمایا۔ ناگاہ ایک اندھیرا اور طوفان نظر آیا اور اُس میں سے ایک شخص مہیب بصورت غریب و شکل عجیب گھوڑے پر سوار نکل آیا اور پیادہ ہو کر بڑی تعظیم سے سلام مسنون بجا لایا۔ آپ نے جواب سلام دے کر پوچھا کہ اے نیک بخت تم کون ہو۔ کہاں سے آتے ہو کہ ایسے وقت میں مظلومانِ بیچارہ اور غریبان آوارہ کے ساتھ شفقت بجا لاتے ہو۔ اس نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ ہمارا نام زعفر ہے ہم پریوں کے سردار ہیں۔ غلام رسولؐ پروردگار اور حیدر کرار ہیں میرے پاس لشکر بے شمار ہے حکم ہو تو ابھی کوفیوں کی سپاہ روسیاہ کو تہ و بالا کر دوں۔ ایک ہی وار میں مار لوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم جسم لطیف ہو۔ وہ تم کو نہ دیکھیں گے۔ تم اُن کو دیکھ دیکھ کر مارو گے یہ ظلم کی بات ہے اور یہ تو نوشتہ تقدیر ہے ٹل نہیں سکتا۔ زعفر نے کہا اگر حکم ہو تو ابھی آدمی کی صورت بن جاؤں۔ شمشیر ہاتھ میں لے کر اشقیاء کے سامنے جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ اے زعفر خدا تجھے جزائے خیر دے۔ ہم کئی دن کے بھوکے پیاسے ہیں۔ آج نانا کے ساتھ ہم کو افطار کرنا ہے۔ تشنہ لب شربت شہادت پی کر ضروری مرنا ہے۔ سو تم للہ پھر جاؤ۔ لڑنے کا

[illegible] زعفر [illegible] ہو کر ہم [illegible] کیا [illegible] واپس [illegible] [illegible] الشہادۃ [illegible] الحسین [illegible]

اس روایت کا ایک شاہد شہادت عظمیٰ کے بعد سپاہ عدو نے اہل حرم کو اسیر کیا اور یزید [illegible] و تعصب کی نمائش کا فرض ادا کرتے ہوئے مسلم آبادی سے [illegible] قافلہ گذرتا تھا وہاں کے نام نہاد [illegible] شریک مسرت ہوتے تھے۔ شام کی تاریخ میں آل محمد کے خلاف [illegible] کی بغض ریشہ دوانی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ بہتیرے انسان [illegible] کے رشتہ سے بھی واقف نہ تھے لہٰذا حیثیت کا اُن پر کیا اثر [illegible] لیکن قدرت کو یہ منظور تھا کہ بغض و عناد کا پول کھل جائے اور حق و [illegible] نقاب نہ رہے۔ اُس کے غیبی سامان ہوتے تھے۔ اوّل تو [illegible] کے قصر کی طرف جانے والا جلوس دوسرے فاتحانہ فوج کا داخلہ [illegible] مسرت میں شرکت چوتھے اسیری کا وہ منظر جو ترویج اسلام [illegible] دمشق میں آج پہلے دن دکھائی دے رہا ہے۔ بازاروں میں [illegible] ہوئی اور اس کا راز یہ بتایا گیا ہے کہ ہجوم خلائق میں جو [illegible] کو نہ دیکھ سکیں وہ آئینہ میں مجسمہ الم و غم کی تصویر دیکھیں۔ باجہ [illegible] بدکردار انسان کس قدر جلد جمع ہو جاتے ہیں فوج کے لانے [illegible] دور کے لوگوں کو پرچم ظلم کے نیچے سمیٹ رہے تھے اور نہ خدا شناس

بندے لوہے میں جکڑے ہوئے بغض و کینہ کی مورچہ بندی میں راہ
طے کر رہے تھے اور ہر گام پر شکرِ خالق اُن کا شیوہ تھا ۔ کشاں کشاں
بعلبک پہونچے ۔ اس شہر کی بنیاد ایک بُت تراش نے بُت اور اپنے نام
سے قائم کی تھی ۔ یہاں بھلا آثار توحید کہاں ۔ قدرت کو منظور ہوا کہ حق
اُبھرے اور باطل پژمردہ ہو جائے ۔ مقاتل میں اس مقام پر ہے :-

نصبوا الرمح الذی فیہ الراس الی جانب صومعة راهب
فسمعوا هاتفاً یقول واللہ ما جئتکم حتی بصرت به بالطف
معفراً لخدین منحوراً وحوله فتیة ۔ یدمی نحورهم مثل مصابیح
یغشون الدجی نوراً ۔ کان الحسین سراجاً یستضاء اللہ یعلم انی
لم اقل زوراً ۔ جس نیزہ پر سرِ حسینؑ تھا دیر راہب کے پہلو میں نصب
کر دیا اور سب عورتوں اور مردوں نے سُنا کہ ہاتف کی صدا آ رہی ہے
خدا کی قسم میں تمہارے پاس کربلا ہو کر آ رہا ہوں ۔ میں نے اُس نعش کو دیکھا
جس کے دونوں رخسار خاک میں بھرے تھے اور اُس کے بعد اُن کا سرِ اقدس
گردن سے کاٹا گیا ہے اور اُن کے گرد کچھ جوان گردنیں کٹائے ہوئے جن کے
جسموں کی نورانیت سے اندھیری رات روشن تھی ۔ حسینؑ وہ چراغ ہدایت تھے
جس سے شہدا کسبِ ضیا کرتے تھے ۔ خدا گواہ ہے کہ میں اپنی باتوں میں غلط گو
نہیں ہوں ۔ فقال له ام کلثوم من انت رحمك اللہ قال انا
ملك من الجن اتیت انا و قومی لنصر الحسینؑ فصادفناه
وقد قتل فلما سمعوا بذالك رغبت قلوبهم وقالوا لنا علمنا

[illegible]
[illegible] رحمت نازل کرے تو کون ہے ۔ عرض کیا میں
[illegible] اپنا لشکر لے کر کربلا پہونچا تو آقا قتل ہو چکے
[illegible] اس حکایت کو سن کر دشمن بہت مرعوب ہوئے اور
[illegible] سمجھ لیا کہ ہم بلاشک دوزخی ہیں ۔ اس واقعہ کو علامہ
[illegible] دوسرے عنوان سے بیان کیا ہے اور ظاہر ہے فرمایا ہے
[illegible] کے اسلام لائے ہوئے جنوں سے تھا اس نے حضرت ام کلثوم
[illegible] اسلمت علی ید ابیك امیر المومنین فی بئر ذات العلم
[illegible] علی نصرتکم فجئت والامر قد فات فیحزنا علی
[illegible] اللہ ما اصابکم فقال الك حاجة فقالت امض
[illegible] بارك اللہ فیك فللہ للمشیئة فینا ۔ میں مرد جنی ہوں ۔
[illegible] کے ہاتھ پہ بیر الالم میں مسلمان ہوا تھا ۔ مجھ پہ آپ لوگوں
[illegible] امداد واجب تھی ۔ لہذا کربلا میں آیا ۔ اور وقت نصرت وجان
[illegible] ہو چکا تھا ۔ مجھ پہ سخت ناگوار ہے اے اولاد رسول اللہ
[illegible] مصیبت آپ کو پہنچی ہے اے میری خوزادی آپ کو کوئی حاجت
[illegible] کا یہ ہو کہ اگر حکم دیجئے تو ابھی اس گھر کو مع آپ کے
[illegible] کر ڈالوں ۔ جناب ام کلثوم نے فرمایا تو اپنے ذاتی کام
[illegible] ارادے میں برکت دے ۔ ہماری نسبت یہ جس قدر
[illegible] خدائے پاک کی مشیت بنظر مصالح بھی ہے ۔ اللہ اکبر

یہ حوصلہ اور یہ ارادہ اور یہ صبر اور استقلال اور قضائے الٰہی پر راضی رہنا یہ انھیں حضرات کا کام تھا۔ (ماتین فی مقتل الحسین من کتب الفریقین جلد دو صلا۱ طبع اسیم پریس لاہور۔)

انبیأ و اوصیاء کو مستثنیٰ کر کے جن کو خدا کی طرف سے عنان حکومت ملی۔ اگر عام لوگوں نے کسی جن کی صدا سن لی ہے تو تاریخ گواہ ہے کہ اس کو ایک سال تک بخار آتا رہا۔ مگر یہ اولاد فاطمہؑ کا خصوصی امتیاز ہے کہ وہ صرف آواز ہی نہیں سنتی بلکہ باتیں کرتی ہیں اور جس طرح بھائی نے زعفر کی نصرت قبول نہ کی تھی اسی طرح بہن بھی اس کی محتاج نہیں ہے اور مشیت الٰہی پر راضی ہے۔

زیر بحث روایت پر علامہ کنتوری کی محققانہ رائے

خاتمۂ کلام میں جناب مولانا حکیم میر غلام حسنین صاحب کنتوری مشہور محقق کی رائے شریف لکھ کر عنانِ قلم روکتے ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں۔ (۱) قد کنت برهة من الزمن احان اسمع فی المراثی القدیمة والجدیدة ان ملك الجن المسمی بزعفر مع خیله وعسکره قد حضر فی الطف قبل ان یشهد الحسین علیه السلام بساعة ولکن ما کنت قد عثرت علی تلك القضیة فی الکتب التی اتی علیها والآن فقد وجدت فی الکتب روایات تدل علی حضورهم فی الطف یوم عاشورا۔ میں ہمیشہ مدت سے قدیم اور جدید مرثیوں

میں یہ سنا کرتا تھا کہ بادشاہ جنوں کا جس کا نام زعفر ہے کربلا میں اپنے لشکر کے ساتھ روز عاشورا اس وقت حاضر ہوا کہ جب تھوڑی دیر جناب امام حسینؑ کی شہادت میں باقی تھی مگر اس روایت کو میں نے کسی ایسی کتاب میں نہیں دیکھا تھا جس کا مجھے اعتماد ہے مگر اب مجھ کو کتب فریقین میں ایسی روایتیں ملی ہیں جن سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ فوج جنوں کی... کربلا میں آئی تھی۔ منها مارواها فی نور العین قال المحفوظ ابن المنذر حدثنی شیخ من بنی تمیم کان یسکن الرابیة قال سمعت ابی یقول والله ما شعرنا بقتل الحسینؑ حتی کان مساء لیلة یوم عاشوراء فبینما انا جالس فی الرابیة سمعت صوت متکلم (الجن) فقلت له من انت یرحمك الله قال انا واربع اخوان من الجن اردنا مواساة الحسین بانفسنا فسبقنا المقدور وسبقونا فقتل قتیلا۔ ازانجملہ ایک یہ بھی روایت ہے کہ جس کو ملا اسحاق نے کتاب نور العین میں ذکر کیا ہے۔ محفوظ بن منذر کہتا ہے کہ مجھ سے ایک مرد بزرگ جو بنی تمیم سے ہے اس نے روایت کی ہے اور وہ شخص ایک اونچے ٹیکرے پر رہتا تھا وہ تمیمی کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے قسم بخدا ہم کو شہادت امام حسینؑ پر آگاہی نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ عاشور محرم گزر کر دسواں دن آیا۔ میں ایک دن اونچے ٹیکرے پر بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ ایک شخص کی میں نے آواز سنی وہ کچھ پڑھ رہا تھا مگر اس کا جسم دکھائی نہ دیتا تھا میں نے اس سے

یہ حوصلہ اور یہ ارادہ اور یہ صبر اور استقلال اور قضائے الٰہی پر راضی رہنا یہ انھیں حضرات کا کام تھا۔ (ماتین فی مقتل الحسین من کتب الفریقین جلد دو صفحہ ۱۰ طبع اسیم پریس لاہور۔)

انبیاءؑ و اوصیاءؑ کو مستثنیٰ کرکے جن کو خدا کی طرف سے عنانِ حکومت ملی۔ اگر عام لوگوں نے کسی جن کی صدا سن لی ہے تو تاریخ گواہ ہے کہ اس کو ایک سال تک بخار آتا رہا۔ مگر یہ اولاد فاطمہؑ کا خصوصی امتیاز ہے کہ وہ صرف آواز ہی نہیں سنتی بلکہ باتیں کرتی ہیں اور جس طرح بھائی نے زعفر کی نصرت قبول نہ کی تھی اسی طرح بہن بھی اس کی محتاج نہیں ہے اور مشیت الٰہی پر راضی ہے۔

زیر بحث روایت پر علامہ کنتوری کی محققانہ رائے

خاتمۂ کلام میں جناب مولانا حکیم میر غلام حسنین صاحب کنتوری مشہور محقق کی رائے شریف لکھ کر عنانِ قلم روکتے ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں۔ (۱) قد کنت برھۃ من الزمان اسمع فی المراثی القدیمۃ والجدیدۃ ان ملک الجن المسمی بزعفر مع خیلہ وعسکرہ قد حضر فی الطف قبل ان یشھد الحسین علیہ السلام بساعۃ ولکن ما کنت قد عثرت علی تلک القضیۃ فی الکتب التی اتی علیھا والان فقد وجدت فی الکتب روایات تدل علی حضورھم فی الطف یوم عاشورا۔ میں ہمیشہ مدت سے قدیم اور جدید مرثیوں

[illegible] سنا تھا کہ بادشاہ جنوں کا جس کا نام زعفر ہے کربلا میں [illegible] روز عاشورا اس وقت حاضر ہوا کہ جب تھوڑی دیر حسینؑ کی شہادت میں باقی تھی مگر اس روایت کو میں نے کسی ایسی کتاب میں نہیں دیکھا تھا جن کا مجھے اعتماد ہے مگر اب مجھ کو کتب فریقین میں ایسی روایتیں ملی ہیں جن سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ فوج جنوں کی... [illegible] ۔ منھا ما رواھا فی نور العین قال المحفوظ [illegible] حدثنی شیخ من بنی تمیم کان یسکن الرابیۃ قال سمعت ابی یقول واللہ ما شعرنا بقتل الحسینؑ حتی کان مساء لیلۃ یوم عاشورا فبینما انا جالس فی الرابیۃ سمعت صوت متکلم الجن [illegible] لہ من انت یرحمک اللہ قال انا وابی نعزان من [illegible] اردنا مواساۃ الحسین بانفسنا فسبقنا المقدور و [illegible] قتیلا۔ ازانجملہ ایک یہ بھی روایت ہے کہ جس کو ملا اسحاق [illegible] کتاب نور العین میں ذکر کیا ہے۔ محفوظ بن منذر کہتا ہے کہ مجھ سے ایک مرد بزرگ جو بنی تمیم سے ہے اس نے روایت کی ہے اور وہ شخص ایک اونچے ٹیکرے پر رہتا تھا وہ تمیمی کہتا ہے کہ میں نے [illegible] سنا وہ کہتے تھے قسم بخدا ہم کو شہادت امام حسینؑ پر آگاہی [illegible] یہاں تک کہ عاشورہ محرم گذر گیا تو اس دن آیا۔ میں ایک [illegible] اونچے ٹیکرے پر بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ ایک شخص کی میں نے آواز سنی وہ کچھ [illegible] کر رہا تھا مگر اس کا جسم دکھائی نہ دیتا تھا میں نے اس سے

حرام ہے اور مستحب ہے اس کو بدلیل ثابت کیا ہے۔ الغرض اس کتاب میں لکھتے ہیں۔ ان ورود افواج الجن فی الطف کان بعد غربتہ ولعل المراد ھنہ انہ لم یبق من اقربائہ والنصارہ احد واستاذنوا منہ المبارزۃ فلم یاذن لھم وقال انکم ترونھم وھم لا یرونکم قالوا الجن فنتشکل بصور الاناس ونحاربھم بحرب الانسان فان قتلنا کنا من المستشھدین بین یدیک قال اذن قد فقدت لذۃ العیش واشتقت الی لقاء اللہ وتیقنت الیوم بشھادتی۔ جن کی فوج کربلا میں اُس وقت پہونچی جس وقت جناب امام حسینؑ کو غربت نے گھیر لیا تھا۔ شاید مُراد غربت سے یہ ہے کہ اس وقت کوئی اہلبیت اور انصار میں سے باقی نہ رہا۔ جن حاضر ہوئے اور حضرت سے اجازت طلب کی کہ آپ کے دشمنوں سے لڑیں۔ پس آپ نے ان کو اجازت نہ دی اور فرمایا کہ میرے نزدیک یہ بات پسند نہیں ہے کہ تم ان کو دیکھتے ہو اور وہ تم کو نہیں دیکھ سکتے۔ جناب نے عرض کی ہم آدمیوں کی شکل بن جائیں گے۔ اور وہی لڑائی لڑیں گے جو آدمی آپس میں لڑتے ہیں۔ اگر ہم مارے گئے تو اُن لوگوں میں داخل ہو جائیں گے جنھوں نے آپ کے ہمراہ شہادت پائی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو لوگ شہید ہو گئے اُن کے بعد اب لطف زندگی کا اُٹھ گیا اور اشتیاق ملاقات پروردگار مجھ کو زیادہ ہے اور مجھے یقین بھی ہو گیا ہے کہ آج میری شہادت ضرور ہونی چاہیے۔ (صلے منہ)

(۳) قال فی مثیر الاحزان وفی روایۃ ان طائفۃ من الجن

[illegible] وان سائحین فی الھواء حتی من لن [illegible] الصارک فی ھذا الیوم فان اذنت لنا التھلک [illegible] اعدائک الی ان واحد فقال الحسین علیہ السلام انی لا استطیع ان اخالف امر امی فی جدی رسول اللہ [illegible] فلم یبق لنا شک فیما نظموہ فی المراثی لقد [illegible] من مجیئی زعفر الجن یوم عاشورا فلعلہ قد [illegible] من طریق اخر لم یصل الینا اصل و لا ان [illegible] فیھا من الشاکین وکیف لا تبکی الملائکۃ والجن [illegible] المصیبۃ ھا اعظمھا واعظم رزیتھا فی الاسلام۔

[illegible] الاحزان میں لکھا ہے کہ ایک گروہ جنوں کا طیارہ کہلاتے یعنے [illegible] ہوا میں اُڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کربلا [illegible] دیکھا انھوں نے کہ جناب امام حسینؑ تنہا کیسے رنج و [illegible] گھرے ہوئے ہیں۔ زمین پر اُترے اور حضرت کی خدمت [illegible] ہم چاہتے ہیں کہ آج ہم آپ کے انصار میں داخل [illegible] اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے تمام دشمنوں کو آنِ واحد [illegible] حضرت نے ان سے فرمایا کہ مجھے اس کی طاقت نہیں [illegible] خلاف حکم اپنے نانا رسول اللہ کے ہیں کر سکوں۔

[illegible] کہتا ہوں کہ اب کچھ شک باقی نہیں رہا کہ جو کچھ مرثیوں میں [illegible] خواہ زمانۂ حال کے مرثیہ گو نظم کرتے ہیں کہ زعفر جن [illegible] کربلا میں آیا تھا۔ وہ صحیح ہے کیا عجب ہے کہ ان [illegible] سے بتصریح نام زعفر جن کے یہ روایت پہنچی ہو۔

جس کی اصل اب ہم کو معلوم نہیں ہے اور اب ہم کو اس روایت میں کسی طرح
کا شک باقی نہیں ہے۔ اور ملائکہ اور جن کیونکر نہ روئیں حالانکہ یہ بڑی
مصیبت ہے جس کا بہت بڑا اثر ہوا اور بڑا اثر اس کا اسلام میں پہونچا۔
(صفحہ ۲۷ و ۱۷۳ اتین)

اس بحث کا آخری نتیجہ یہ ہے کہ جنوں کا ماتم متواترات سے ہے
اور سُنّی و شیعہ اس سوگواری کی برابر سے خبر دے رہے ہیں۔ مورخین
محدثین، ارباب مقاتل کسی کو اس کی ترجمانی میں عذر نہیں ہے۔ زعفر
جن کی روایت محققین شیعہ کی نظر میں مقبول ہے اور نظم و نثر میں
ہر دور کے اہل قلم نے اس کو دہرایا ہے اور الواعظ نے سال گذشتہ
محرم نمبر میں جو تعریف جن حوالۂ قلم کی تھی وہ ہرگز ناسخ قرآن اور مخا
احادیث نہیں بلکہ مسلمہ بین الفریقین ہے اور جنوں کے ہر صورت میں
متشکل ہونے میں بجز مخاطب قمقام کے کسی ذمہ دار شخص نے فریقین
میں آج تک عذر نہیں کیا۔ طبرسی علیہ الرحمہ مجلسی طاب ثراہ میر باقر
داماد قدس سرہٗ ایسی مقتدر ہستیوں کے اقوال گذرے۔ بوعلی سینا
کا سا صاحب عقل و دماغ بھی مخالف نہیں ہے۔ عذر ہے تو جناب ک

ع ہیچ کافر نہ کند آنچہ مسلماں کردند

اگر کربلائے معلیٰ میں عرب مقام زعفر موجود ہے تو ایران
میں بھی یہ آواز پہنچی ہے اور مشہد مقدس میں عشرہ کے غم انگیز
میں شبیہیں اٹھتی ہیں ان میں زعفر کی بھی شبیہ ہے۔ نواب میر اسد علی خاں
بیگن پلی اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں۔
عاشورہ کو مختلف دستے مثل تہرانیوں کا۔ یزدیوں کا۔ کرمانیوں

کا۔ اصفہانیوں کا قفقازی ترکوں کا گروہ باغی ترکوں کا۔ سادات
کا عربوں کا قصاب کا۔ فقراء کا۔ نانبائیوں کا علیٰ ہٰذا القیاس
یکے بعد دیگرے دستے صحن حرم میں آتے ہیں اور واقعہ
کربلا کے متعلق ہر روایت کے بموجب شبیہ بناتے ہیں۔

مثلاً ایک پالکی ناقہ میں ایک انگریزی لباس پہنے ہوئے
چاروں طرف دوربین اضطراب کے ساتھ اٹھا کر دیکھتا ہے۔ اور
اس کے بعد ایک سر اٹھا کر اپنے رومال سے گرد و غبار صاف
کرتا ہے یہ راہب کی شبیہ ہے ایک گروہ نوجوان بچوں کا زرد
لباس پہنے مختلف اور مہیب اشکال میں پریشان جا رہا ہے۔
یہ زعفر جن اور اس کے گروہ کی شبیہ ہے۔ (عراق و ایران
صفحہ ۲۷ مطبوعہ شمس الاسلام پریس حیدرآباد)۔

آخر میں شکر باری کے فریضہ کو ادا کرتے ہوئے میں اس
مضمون کو مکمل ایک سال کے بعد ختم کرتا ہوں اور اس موضوع
پر جو کچھ میرے سامنے تھا وہ سب دیانت کے ساتھ پیش کر دیا۔

وما علینا الا البلاغ

ماہنامہ "الواعظ" مدرسۃ الواعظین لکھنؤ جلد ۳۵ نمبر ۱۵۹ بابت
ستمبر و اکتوبر سنہ ۱۹۵۲ء مطابق ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۱ھ

محرم سنہ ۱۳۷۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا صاحب العصر والزمان المدد

قسم خدا کی بڑا نیک کام کرتے ہیں
غم حسینؑ کا جو اہتمام کرتے ہیں

نادر کتاب

حسینؑ حسینؑ

مرتبہ و مؤلف

محمد وصی خاں

شخصیت امام عالیمقام پر حیرت انگیز معلوماتی تحقیقی بے مثال۔ مضامین کا نایاب مجموعہ جس کو پہلی بار اس کتاب میں یکجا کیا گیا ہے، ہزاروں سال کی محنت، ہزاروں سال کا نچوڑ اور ہزاروں روپیہ کی کتابوں سے نکل کیا ہوا مواد ——————

ناشر
رحمت اللہ بک ایجنسی
بالمقابل بڑا امام بارگاہ کھارادر کراچی ۷۴۰۰۰
فون 2431577

حسینؑ شہید حسینؑ شہید حسینؑ شہید حسینؑ شہید حسینؑ شہید حسینؑ شہید حسینؑ شہید حسینؑ

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم هیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے هیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں ادرکنی

DvD Version

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

یا عباس

لبیک یا حسین

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL